عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۰ | ۲۷ ذوالقعدہ تا ۵ ذوالحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جولائی ۲۰۲۱ء | شمارہ: ۲۶

ماہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ

اہمیت وفضیلت

قربانی

ایثارِ خلیل اللہ کا عکسِ جمیل

حج

ایک عاشقانہ سفر

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

غسل کا مسنون طریقہ

س:...... غسل کے فرائض اور غسل کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ وضاحت فرمادیں۔

ج:...... غسل کے تین فرائض ہیں: (۱) اچھی طرح کلی کرنا (البتہ روزہ کی حالت میں مبالغہ نہ کریں کہیں حلق میں پانی داخل نہ ہوجائے)، (۲) اچھی طرح ناک میں پانی ڈالنا (روزہ کی حالت میں احتیاط سے کریں، کہیں ناک کے ذریعے حلق میں پانی نہ چلا جائے)، (۳) پورے بدن پر اچھی طرح پانی بہانا کہ بال برابر بھی کوئی جگہ خشک نہ رہے۔

چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"الفصل الاول فی فرائضہ وھی ثلثة المضمضة والاستنشاق وغسل جمیع البدن علی مافی المتون۔" (عالمگیری، ص:۱۳، ج:اول)

اور غسل کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر اپنی شرمگاہ کو دھوئے اور اگر بدن پر کہیں کوئی نجاست لگی ہوئی ہو تو اس کو زائل کرے، پھر وضو کرے جیسے نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے، پھر دائیں کندھے پر تین بار پانی ڈالے پھر بائیں کندھے پر تین بار پانی ڈالے پھر سر اور پورے بدن پر تین مرتبہ پانی بہائے۔

"الفصل الثانی فی سنن الغسل وھی ان یغسل یدیه الی الرسغ ثلاثاً ثم فرجه ویزیل النجاسة ان کانت علی بدنه ثم یتوضأ وضوئه للصلاة الا رجلیه ھکذا فی الملتقط.... ثم یفیض الماء علی رأسه وسائر جسده ثلاثاً... وکیفیة الافاضة ان یفیض الماء علی منکبه الأیمن ثلاثاً ثم الا یسر ثلاثاً ثم علی رأسه وسائر جسده ثلاثاً کذافی المعراج الدرایة وھو الاصح کذافی الزاهدی۔" (عالمگیری، ص:۱۴، ج:اول)

فجر کی سنتوں کے بعد نفل نماز پڑھنا

س:...... کیا فجر کا وقت داخل ہوجانے پر فجر کی نماز کی سنت اور فرض کے درمیان نفل نماز پڑھ سکتے ہیں؟ اسی طرح اگر فجر کی سنت باقی ہوں تو کیا فرض پڑھ کر سنت پڑھ سکتے ہیں؟

ج:...... نماز فجر کا وقت شروع ہوجانے پر پورے وقت میں (خواہ فرض سے پہلے ہو یا بعد میں) صرف فجر کی دو رکعت سنت اور دو فرض پڑھنے چاہئیں کوئی نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ سنت فرض سے قبل پڑھیں فجر کے فرض پڑھنے کے بعد نہیں پڑھ سکتے۔

"تسعة اوقات یکرہ فیها النوافل.... منها ما بعد طلوع الفجر قبل صلاة الفجر .... ومنها ما بعد صلاة الفجر قبل طلوع الشمس۔" (عالمگیری، ص:۵۳، ج:۱)

البتہ ان اوقات میں قضا عمری پڑھنے کی اجازت ہے، لیکن وہ بھی مسجد میں لوگوں کے سامنے نہ پڑھیں بلکہ گھر میں ادا کریں۔

واللّٰہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۰ ۲۷/ذوالقعدہ تا ۵/ذوالحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۸ تا ۱۵/جولائی ۲۰۲۱ء شمارہ: ۲۶

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

عریانی اور فحاشی کا ذمہ دار کون؟	۴	اداریہ
حج.... ایک عاشقانہ سفر	۷	مولانا خورشید عالم داؤد قاسمی
ماہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ... اہمیت و فضیلت	۱۰	ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی
قربانی... ایثارِ خلیل اللہ کا عکسِ جمیل	۱۳	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
ہمارے معاشرے کی حالتِ زار	۱۶	حضرت مولانا سحبان محمود بیغیہ
.... سیرت پاک کے چند روشن ابواب	۲۰	حافظ محمود راجا سجاول
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۴	ادارہ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۹۲-۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

عریانی اور فحاشی کا ذمہ دار کون؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

وطن عزیز پاکستان کو وجود میں آئے پون صدی ہونے کو ہے، اس ملک کا قیام اسلامی مملکت کے نام سے ہوا اور یہاں اسلامی نظام کا نفاذ اولین مقصد ٹھہرا، لیکن بدقسمتی سے یہاں آج تک اسلام صحیح معنوں میں نافذ نہ ہوسکا۔ کتنے حکمران آئے اور چلے گئے، نظام حکومت کے کتنے ہی طریق آزمالئے گئے، ہر دور کے حکمران نے اپنے تئیں نفاذ اسلام کی بات کی اور اس کے لئے چند نمائشی اقدامات بھی ہوتے رہے، مگران سب کے باوصف: ''ہنوز دلی دور است۔''

قیام پاکستان کے بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ قرآن وسنت کو بنیاد بنا کر نظام مملکت تشکیل دیا جاتا۔ تعلیمی نظام، کاروباری سلسلے، سرکاری ادارے، ریاستی محکمے، ان سب میں اول وآخر ترجیح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو دی جاتی اور ایک مثالی معاشرہ وجود میں لانے کے لئے کوششیں ہوتیں، لیکن ''اے بسا آرزو کہ خاک شدہ'' کے تحت ان سب ارمانوں کا خون ہوا اور ہم ایک آزاد اسلامی مملکت کی منزل سے دور ہوتے چلے گئے۔ اگر یہ کہا جائے کہ آج اس وطن میں اسلام کی جو تصویر نظر آتی ہے، اس میں رنگ علمائے کرام نے اپنی قربانیوں سے بھرے ہیں، مساجد ومدارس، خانقاہوں اور دینی اداروں وجماعتوں کی صورت میں اسلام کے اس خاکے کی لکیریں درست کی ہیں، حتیٰ کہ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرکے بے لوث دینی خدمات کا ثبوت پیش دیا ہے، مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کی ہے، ان تک صحیح اسلامی تعلیمات پہنچائی ہیں اور ہر ایمان کش فتنے کے سامنے بند باندھا ہے تو مبالغہ نہ ہوگا، بقول غالب:

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

یہاں اقتدار کے سنگھاسن پر جو بھی حاکم براجمان ہوا اس نے ملکی ترقی اور دینی اقدار کے ایسے بلند بانگ دعوے کیے کہ عوام پہلوں کی بدعہدیاں بھلا کر اگلوں سے ''امید بہار'' پیوستہ کر بیٹھے لیکن نتیجہ صفر ہی رہا۔ اب تو ان بار بار کی بدعہدیوں اور وعدہ خلافیوں سے یوں لگنے لگا ہے کہ شاید حاکم وقت ہمارے عوام کی نفسیات کو سمجھ چکا ہے کہ اس ملک کے لوگ اپنے وطن پاکستان اور اپنے دین اسلام سے کس قدر محبت وعقیدت رکھتے ہیں کہ اسلام اور پاکستان کی بات کرنے والے ہر حکمران پر اعتماد کے پھولوں کی پتیاں نچھاور کرنے کو تیار ہوجاتے ہیں، لہٰذا حاکموں نے اپنا وطیرہ یہ بنالیا ہے کہ وہ زبانی جمع خرچیوں، دل لبھاتی تقریروں اور مسحور کن خطابت کے جال میں عوام کو پھانستے چلے جاتے ہیں اور عمل کے میدان میں طفل مکتب ہی رہتے ہیں:

واعظ کا ہر اک ارشاد بجا تقریر بہت دلچسپ مگر
آنکھوں میں سرورِ عشق نہیں، چہرے پہ یقیں کا نور نہیں

حالانکہ ہمارے حکمرانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نہیں بھولنا چاہیے: ''ولا غادر اعظم غدراً من امیر عامة۔'' (رواہ مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص:۳۲۳) جس کا ترجمہ ہے: ''سنو! عوام کا حکمران اگر بدعہدی کرے تو اس سے بڑھ کر کوئی بدعہد نہیں۔''

ہمارے حکمران اقتدار میں آنے کے لئے اسلامی نعروں کا استعمال خوب کرتے ہیں، موجودہ حکومت بھی ’’ریاست مدینہ‘‘ کا نعرہ لگا کر اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی، لیکن ان کا طرزِ عمل اسلام اور ریاست مدینہ کی توہین معلوم ہوتا ہے۔ کیا یہ بدعہدی نہیں ہے اور کیا اس پر روزِ قیامت پکڑ نہیں ہوگی؟ خدا خوفی کا کچھ جذبہ باقی رہ گیا ہے یا اس سے بھی محروم ہیں؟

معاشرے میں تیزی سے پھیلتی بے حیائی و فحاشی اور بے شرمی و عریانی کے جہاں اور کئی اسباب ہوں، ایک بڑا سبب ہمارے حکمرانوں کا رویہ بھی ہے۔ اسلامی تعلیم و تربیت سے دوری، اسلامی مزاج و طبیعت سے محرومی، قرآن و سنت سے ناآشنائی، خدا اور اس کے رسول سے بغاوت عوام میں اپنے حاکموں کی بدولت بھی نفوذ کرتی ہیں۔ عرب کا ایک مقولہ ہے: ’’الناس علی دین ملوکھم‘‘... یعنی: عوام اپنے حاکموں کے رستے پر چلتے ہیں....

چنانچہ گزشتہ دنوں ایک واقعہ پڑھنے کا اتفاق ہوا کہ ایک نیک، متقی اور پارسا انسان نے کسی عارف سے کہا کہ جوانی میں مجھے گناہ کرنے کے بے شمار مواقع میسر آئے، لیکن میں بچ گیا، اب بڑھاپے میں یہ خیال ستانے لگا ہے کہ اگر اس وقت گناہ کر لیتا تو آج توبہ کر کے بقیہ زندگی گزار سکتا تھا۔ میں پریشان ہوں کہ مجھے ایسے وسوسے کیوں آرہے ہیں؟ عارف باللہ نے اس شخص سے پوچھا کہ جب تم جوان تھے تب تمہارا حاکم کون تھا؟ اس نے حاکم کا نام لیا جو کوئی نیک پرور تھا۔ ’’اور اب تمہارا حکمران کون ہے؟‘‘ اس سوال کے جواب میں حاکم وقت ذہن میں آیا جو کردار کا برا تھا۔ اللہ والے نے کہا: بس یہی وجہ ہے کہ اس وقت تمہارے نیک حاکم کے معاشرے پر اچھے اثرات نے تمہیں گناہ سے باز رکھا اور آج برے حکمران کی وجہ سے تمہیں گناہ کا خیال ستانے لگا ہے۔ اس حکایت کی روشنی میں اگر ہم اپنے معاشرہ کا جائزہ لیں تو اگرچہ ہمارے ہاں فحاشی و عریانی اور دیگر گناہوں میں انسانیت پہلے بھی ملوث تھی لیکن اب مسلمانیت کو جس طرح تقدس اور پاکیزگی سے محروم کرنے کی شیطانی سازشیں رچائی جارہی ہیں، وہ سب اچھی طرح سمجھ آجانی چاہئیں۔

دینی تعلیمات سے محرومی کا ایک نتیجہ آج یہ نظر آرہا ہے کہ افراط و تفریط اور انتہا پسندانہ سوچ بڑھتی جارہی ہے اور اعتدال مفقود ہو گیا ہے۔ مثلاً ایک جانب فحاشی و عریانی کا ذمہ دار صرف عورت ہی کو سمجھ کر مرد کو کھلی چھوٹ دی جارہی ہے تو دوسری جانب دین بیزار طبقہ کو خواتین کے لباس سے کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ ان کی نظر میں عورت خواہ برہنہ ہو کر پھرے، اس پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں قرآن و سنت کی جانب رجوع کرنا چاہئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جہاں مرد کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے اور بدنظری (غیر محرم عورت کو دیکھنا) گناہ قرار دیا ہے، وہیں عورت کو بھی بن ٹھن کر غیر محرم مرد کے سامنے جانے سے منع کیا ہے، بلا ضرورت گھر سے نکلنے سے روکا ہے، اس کی چادر اور چار دیواری کو تحفظ فراہم کیا ہے، باہر جاتے وقت پردہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بڑی بہن حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ ایک موقع پر درِ نبوت میں قدم رنجہ ہوئیں تو ان کے جسم پر باریک لباس تھا، جس سے ان کا بدن جھلک رہا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ایک بڑی چادر انہیں دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب لڑکی بالغ ہو جائے تو اس کے ہاتھ، پیر اور چہرہ کے علاوہ جسم کا کوئی عضو نظر نہیں آنا چاہئے۔ اسی طرح ایک بار ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں پاک بیبیوں سے فرمایا کہ پردہ کر لو تو انہوں نے عرض کیا کہ یہ (عبداللہ بن ام مکتومؓ) تو نابینا ہیں، ہمیں دیکھ نہیں سکتے۔ زبان رسالت سے ارشاد ہوا: ’’کیا تم دونوں بھی نہیں دیکھ سکتیں؟‘‘ غرض یہ کہ فحاشی و عریانی کے تدارک میں مرد و عورت دونوں کو خود پر عائد ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہئے۔ اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس سیدی و مرشدی مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کی ایک تحریر نقل کر دی جائے:

’’موجودہ بے حیائی، بے شرمی، عریانی، فحاشی اور بدکاری کی جتنا بھی شکلیں ہیں، اس کی ذمہ دار تنہا عورت نہیں، بے غیرت مرد اور خواتین کا استحصال کرنے والے انسان نما شیطان بھی اس میں برابر کے شریک ہیں، چونکہ عام طور پر خواتین ہی کے ذریعے یہ صورت حال پیدا ہوتی ہے اور خواتین ہی اس کا سبب بنتی ہیں اور خواتین اپنی طبعی اور خلقی وضع کے اعتبار سے ناقص العقل، ناقص الدین اور ناشکری ہوتی ہیں، اس لئے وہ اس کا مصداق ہیں، دیکھا جائے تو یہ نام نہاد مرد بھی ان کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اس لئے کہ خواتین بہت آسانی سے نفس، شیطان اور شیطانی نمائندوں کے جال میں پھنس جاتی ہیں، اس لئے وہ خود بھی تباہ ہوتی ہیں اور دوسروں کو بھی تباہ کرتی ہیں، لیکن اگر کوئی خاتون ہمت، قوت اور جرأت کا مظاہرہ کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ کوئی خواہش پرست اس کو اپنے جذبات کی بھینٹ چڑھا سکے۔

موجودہ دور کے بے غیرت اور حیاباختہ انسان، اپنی اس بے غیرتی، بے شرمی اور بے حیائی کے اعتبار سے مشرکین مکہ اور زمانہ جاہلیت کے دیوثوں کے جانشین ہیں، جس طرح آج کا نام نہاد مرد، معصوم خواتین کو بدکاری وزنا کاری کی گہری غاروں میں پھینکنے میں مصروف ہے، ٹھیک اسی طرح زمانہ جاہلیت کے بدکار بھی اس گھناؤنے کردار کے مرتکب تھے، جس طرح زمانہ جاہلیت کے شہوت وخواہش پرستوں نے خواتین کی عصمت کو سرِ بازار میں نیلام کیا تھا، آج ان کے جانشین بھی اسی انداز سے ان کی عصمت وعزت کو کوچہ وبازار میں نیلام کررہے ہیں۔ اس لئے خواتین کو چاہئے کہ وہ اپنا مقام پہچانیں، دوست ودشمن، خیر خواہ اور بدخواہ میں امتیاز کریں اور اپنی دنیا آخرت کو تباہی سے بچائیں۔

اگر کوئی بدبخت گروہ یا جماعت کسی اجرتی قاتل کے ذریعے کسی کی جان لیتا ہے تو جیسے وہ گروہ اور جماعت مجرم ہوتی ہے، ٹھیک اسی طرح وہ قاتل بھی... جس نے چندٹکوں کے عوض اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا ہے... بے قصور اور معصوم نہیں ہے، اگر وہ بدبخت گروہ سزا کا مستحق ہے تو اس سے کہیں زیادہ اجرتی قاتل بھی اس جرم کی سزا کا مستحق ہے جس نے براہِ راست یہ فعل انجام دیا ہے۔

بعینہٖ اسی طرح اگر ہوس پرست مرد، خواتین کو اس بدکاری وبدکرداری میں استعمال کرنے کی وجہ سے مجرم اور قابل گردن زدنی ہیں تو وہ خواتین جنہوں نے اس سلسلے میں ان کے آلۂ کار کا کردار ادا کیا ہے، وہ اس سے کیونکر مستثنیٰ ہوں گی؟

لہٰذا جیسے اجرتی قاتل یہ کہہ کر جان نہیں چھڑاسکتا کہ مجھے استعمال کیا گیا ہے، ویسے ہی ایسی خواتین بھی یہ کہہ کر جان نہیں چھڑاسکتیں کہ ہمیں مردوں نے ورغلاکر عریانی، فحاشی، زناکاری اور بدکاری کی لائن پر لگایا ہے۔“ (حدیث دل، ص:۱۵۷، ج:۴)

اسی طرح کبھی کہیں سے یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ: ”آخر نکاح کی کیا ضرورت ہے؟ انسان صرف پارٹنر بن کر بھی تو ساتھ رہ سکتا ہے۔“ اس حیا سوز جملہ پر تو کیا تبصرہ کیا جائے؟ سوچ کر ہی گھن آتی ہے کہ یہ تصور تو حیوانیت میں پایا جاتا ہے، انسان کب سے حیوانیت میں داخل ہوگیا۔ دنیا کے کسی بھی مذہب میں اپنی اپنی تعلیمات کے مطابق نکاح کے بندھن کے بغیر مرد وعورت کے ساتھ رہنے کو انتہائی بُرا سمجھا جاتا ہے اور پھر اسلام کی تعلیمات تو سب سے اعلیٰ وارفع ہیں، ان میں صرف ایک آیت کریمہ نقل کردینا کافی ہوگا:

”وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّن قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجاً وَذُرِّيَّةً....۔“ (الرعد:۳۸)

ترجمہ: ”اور بھیج چکے ہیں ہم کتنے رسول تجھ سے پہلے اور ہم نے دی تھیں ان کو جوروئیں اور اولاد۔“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کرنا اور ازدواجی زندگی بسر کرنا پیغمبروں کا طریقہ رہا ہے۔ اس موقع پر قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کا یہ جملہ ہمارے جذبات کی ترجمانی کرتا ہے کہ: ”اسلامی احکامات (نکاح وغیرہ) مسلمانوں کے لئے ہیں، جن کا قرآن وسنت پر ایمان ہی نہ ہو وہ جو چاہیں، کریں۔“ چلتے چلتے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مروی ایک حدیث طیبہ بھی نظر نواز کرلیتے ہیں:

”النکاح من سنتی، فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی۔“ (رواہ ابن ماجہ، الرقم:۱۸۴۶)

ترجمہ: ”(فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ) نکاح کرنا میری سنت ہے، پس جس نے میری سنت پر عمل نہیں کیا وہ میرے رستے پر نہیں ہے۔“

المیہ یہ ہے کہ نکاح جیسے مقدس بندھن پر شکوک وشبہات پیدا کرنے اور فحاشی وعریانی عام کرنے والے افراد مغرب میں سرآنکھوں پر بٹھائے جاتے ہیں اور انہیں پالا پوسا جاتا ہے تاکہ آئندہ مسلمانوں کی نسلوں پر انہیں حاکم بناکر مسلط کیا جاسکے۔ ضرورت ہے کہ ہم اپنے معاشرہ میں اعتدال پر مبنی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عوام کی رہنمائی کرتے رہیں تاکہ آئندہ اس ایمان کش اور شرم وحیا سے عاری طوفان کی راہ میں بند باندھا جاسکے۔ آخر میں اپنے موجودہ حکمرانوں سے للہ فی اللہ گزارش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اقتدار عطا فرماکر قوت نافذہ کا اختیار دیا ہے، سو اگر آپ ریاست مدینہ جیسی مملکت کے قیام میں سنجیدہ ہیں اور واقعتاً فحاشی وعریانی کے خلاف ہیں اور انگریزی ثقافت کو ملک وملت کے لئے سم قاتل سمجھتے ہیں تو محض بیان بازی، شعلہ کن خطابت اور متاثر کن تقریریں کرنے کی بجائے عمل کے میدان میں قدم رکھیں اور قوت اقتدار اور طاقت عوام کے بل بوتے پر یہاں اسلامی نظام کو نافذ کرنے کی کوشش کریں۔ خداتعالیٰ ہماری معروضات کو دین اسلام اور ملک پاکستان کے حق میں نافع بنادے، آمین۔ بحرمة النبی الکریم۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ سیّدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

حج....ایک عاشقانہ سفر

مولانا خورشید عالم داؤد قاسمی

حج کی فرضیت

حج اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک ہے جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔ حج کی فرضیت قرآن کریم، حدیث شریف اور اجماع امت سے ایسے ہی ثابت ہے، جیسا کہ نماز، روزہ اور زکاۃ کی فرضیت ثابت ہے؛ اس لئے جو شخص حج کی فرضیت کا انکار کرے، وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ“

(سورہ آل عمران، آیت:۹۷)

ترجمہ:”اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا ہے، یعنی اس شخص کے جو کہ طاقت رکھے وہاں تک کی سبیل کی اور جو شخص منکر ہو؛ تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہیں۔“

یہ آیت کریمہ حج کی فرضیت کے حوالے سے نص قطعی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پانچوں ارکان کو ایک حدیث شریف میں بیان فرمایا ہے:

”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔“

(بخاری شریف، حدیث نمبر:۸)

ایک عاشقانہ سفر:

انسانی طبیعت یہ تقاضا کرتی ہے کہ انسان اپنے وطن، اہل و عیال، دوست و رشتہ دار اور مال و دولت سے انسیت و محبت رکھے اور ان کے قریب رہے۔ جب آدمی حج کے لئے جاتا ہے؛ تو اسے اپنے وطن اور بیوی و بچے اور رشتے دار و اقارب کو چھوڑ کر اور مال و دولت خرچ کر کے جانا پڑتا ہے۔ یہ سب اس لئے کرنا پڑتا ہے کہ حج کی ادائیگی شریعت کا حکم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے حج کے حوالے سے بہت ہی رغبت دلائی ہے، انسان کو کعبہ مشرفہ کے حج و زیارت پر ابھارا، مہبط وحی و رسالت کے دیدار کا شوق بھی دلایا ہے اور سب سے بڑھ کر شریعت نے حج کا اتنا اجر و ثواب متعین فرمایا ہے کہ سفر حج ایک عاشقانہ سفر بن جاتا ہے۔ ذیل کے سطور میں، حج کا اجر و ثواب احادیث شریفہ کی روشنی میں، ملاحظہ فرمائیے!

حج انتہائی نیک عمل ہے:

حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ تعالیٰ عنہ- بیان کرتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سے اعمال اچھے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا“ پوچھا گیا پھر کون؟ فرمایا: ”اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔“ پوچھا گیا پھر کون؟ ارشاد فرمایا: ”حج مبرور۔“

(بخاری شریف، حدیث نمبر:۱۵۱۹)

حج مبرور کیا ہے؟

☆......وہ حج جس کے دوران کوئی گناہ کا ارتکاب نہیں ہوا ہو۔

☆......وہ حج جو اللہ کے یہاں مقبول ہو۔

☆......وہ حج جس میں کوئی ریا اور شہرت مقصود نہ ہو اور جس میں کوئی فسق و فجور نہ ہو۔

☆......وہ حج جس سے لوٹنے کے بعد گناہ کی تکرار نہ ہو اور نیکی کا رجحان بڑھ جائے۔

☆......وہ حج جس کے بعد آدمی دنیا سے بے رغبت ہو جائے اور آخرت کے سلسلہ میں دلچسپی دکھائے۔

حج مبرور کی فضیلت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان (گناہوں) کا کفارہ ہے، جو ان دونوں کے

درمیان ہوئے ہوں، اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔‘‘ (بخاری شریف، حدیث:۱۷۷۳، مسلم شریف، حدیث:(۱۳۴۹)(۴۳۷)

حج پچھلے سارے گناہوں کو مٹا دیتا ہے:

ابن شماسہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب کہ وہ قریب المرگ تھے۔ وہ کافی دیر تک روئے، پھر انہوں نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف کرلیا۔ اس پر ان کے صاحبزادے نے چند سوالات کئے۔ پھر انہوں نے (اپنے اسلام قبول کرنے کی کہانی سناتے ہوئے) فرمایا: جب اللہ نے میرے قلب کو نورِ ایمان سے منور کرنا چاہا؛ تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا داہنا دست مبارک پھیلائیں؛ تاکہ میں بیعت کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھیلایا۔ پھر میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمرو! تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا: میری ایک شرط ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری کیا شرط ہے؟ میں نے کہا: میری مغفرت کردی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اسلام (قبول کرنا) پہلے (کے تمام گناہوں) کو مٹا دیتا ہے؟ ہجرت گزشتہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج پہلے (کے کئے ہوئے گناہوں) کو مٹا دیتا ہے۔‘‘ (مسلم شریف، حدیث:۱۲۱-۱۹۲)

ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’جس شخص نے اللہ کے لئے حج کیا اور اس نے (اس دوران) فحش کلامی یا جماع اور گناہ نہیں کیا؛ تو وہ (حج کے بعد گناہوں سے پاک ہوکر اپنے گھر اس طرح) لوٹا، جیسا کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو۔‘‘

(بخاری شریف، حدیث نمبر:۱۵۲۱)

’’رفث‘‘ کا معنی جماع، ہم بستری اور جو کچھ بھی شوہر و بیوی کے درمیان حالت جماع میں ہوتا ہے، جیسے بوس وکنار وغیرہ کے ہیں۔ ابوعبیدہ نے فرمایا: ’’رفث‘‘ کا مطلب ’’فحش کلامی‘‘ ہے۔ پھر کنایۃً جماع اور متعلقات جماع کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔‘‘ (الموسوعہ الفقہیہ الکویتیہ ۲۲/۲۷۵)

مسئلہ: حالت احرام میں جماع کرنا فقہاء کرام کے نزدیک بالاتفاق حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ۔‘‘ (سورہ بقرہ، آیت:۱۹۷)

ترجمہ: ’’سو جو شخص ان میں حج مقرر کرے، تو پھر نہ کوئی فحش بات ہے اور نہ کوئی بے حکمی ہے اور نہ کسی قسم کا نزاع زیبا ہے۔‘‘

مسئلہ: اگر کسی نے حالت احرام میں عمداً (جان بوجھ کر) جماع کیا ہو؛ تو اس کا حج فاسد ہوجائے گا اور قضاء وکفارہ لازم ہوگا۔ اگر کسی نے حالت نسیان (بھول) میں جماع کیا ہو؛ تو حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس صورت میں بھی حج فاسد ہوجائے گا اور قضاء وکفارہ لازم ہوگا؛ لیکن شافعیہ کے نزدیک حج فاسد نہیں ہوگا؛ بل کہ صرف کفارہ لازم ہوگا۔

(الموسوعہ الفقہیہ الکویتیہ:۲/۲۷۶، ۲۲/۲۷۷)

’’فسق‘‘ سے مراد معاصی وگناہ ہے۔

’’کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ‘‘ کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’کسی گناہ کے بغیر، اس کا ظاہری مطلب صغائر وکبائر (چھوٹے اور بڑے) سارے گناہوں کا معاف کیا جانا ہے۔‘‘

(فتح الباری ۲۲/۳۸۲-۳۸۳)

بوڑھے، کمزور اور عورت کا جہاد:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جِهَادُ الْكَبِيرِ وَالضَّعِيفِ وَالْمَرْأَةِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ‘‘... ’’بڑی عمر والے، کمزور شخص اور عورت کا جہاد: حج اور عمرہ ہے...‘‘ (السنن الکبری للنسائی، حدیث:۳۵۹۲، مسند احمد، حدیث:۹۴۵۹، السنن الکبری للبیہقی، حدیث:۸۷۵۹) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

’’میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد اور غزوہ میں شریک نہ ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’لیکن سب سے بہتر اور اچھا جہاد: حج مبرور ہے۔‘‘

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ: ’’جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے؛ تو اس کے بعد سے میں حج نہیں چھوڑتی ہوں۔‘‘

(بخاری شریف، حدیث:۱۸۶۱)

حج افضل جہاد ہے:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کرتی

ہیں کہ انہوں نے کہا:

"اے اللہ کے رسول! ہم جہاد کو افضل العمل سمجھتے ہیں، تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں، لیکن بہترین جہاد حج مبرور ہے۔" (بخاری شریف، حدیث:۱۵۲۰، السنن الکبریٰ للبیہقی، حدیث:۱۷۸۰۵)

فقر اور گناہ کو مٹانے والے اعمال:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "حج اور عمرہ پر دوام برتو؛ کیوں کہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو ختم کرتے ہیں، جیسا کہ دھونکنی لوہا سے زنگ کو دور کردیتی ہے۔"

(المعجم الاوسط، حدیث:۳۸۱۴)

ایک دوسری حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "حج اور عمرہ ایک ساتھ کیا کرو؛ کیوں کہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو مٹاتے ہیں جیسا کہ بھٹی لوہا، سونا اور چاندی سے زنگ ختم کردیتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔"

(ترمذی شریف، حدیث نمبر:۸۱۰)

برائے حج خرچ کرنے کی فضیلت:

ابو زہیر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"حج میں خرچ کرنا اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی طرح، (جس کا ثواب) سات سو گنا تک ہے۔" (مسند احمد، حدیث:۲۳۰۰۰، شعب الایمان، حدیث:۳۸۲۹)

حاجیوں کی دعائیں:

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی مانگ ان کو عطا فرماتے ہیں، ان کی دعاؤں کو قبول کرتے ہیں، ان کی سفارش قبول کرتے ہیں اور ان کے لئے ہزار ہزار گنا تک ثواب بڑھایا جاتا ہے۔"

(اخبار مکۃ للفاکہی، حدیث:۹۰۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: "اللہ کے راستے کا مجاہد اور حج وعمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں۔ اللہ نے انھیں بلایا؛ لہٰذا انہوں نے اس پر لبیک کہا اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگا ہے؛ تو اللہ نے ان کو نوازا ہے۔"

(ابن ماجہ، حدیث:۲۸۹۳)

حج کرنے میں جلدی کیجئے:

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "حج یعنی فرض حج میں جلدی کرو؛ کیوں کہ تم میں کوئی یہ نہیں جانتا کہ اسے کیا عذر پیش آنے والا ہے۔" (مسند احمد، حدیث:۲۸۶۷)

حج نہ کرنے پر وعید:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ مَلَکَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا، أَوْ نَصْرَانِيًّا، وَذٰلِكَ أَنَّ اللهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا." (آل عمران:۹۷)

ترجمہ: "جو شخص اتنے توشہ اور سواری کا مالک ہوجائے، جو اسے بیت اللہ تک پہنچا دے، اس کے باوجود وہ حج نہ کرے؛ تو اس کے لئے کوئی ذمے داری نہیں ہے کہ وہ یہودی ہونے کی حالت میں مرے یا نصرانی، اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا، اس گھر کا جو شخص قدرت رکھتا ہو اس کی طرف راہ چلنے کی۔"

(ترمذی شریف، حدیث نمبر:۸۱۲)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نے ارادہ کیا کہ کچھ لوگوں کو ان شہروں میں بھیجوں، پھر وہ ان لوگوں کی تحقیق کریں کہ جنھوں نے استطاعت کے باوجود حج نہیں کیا، پھر وہ ان لوگوں پر ٹیکس لاگو کریں؛ (کیوں کہ) وہ مسلمان نہیں ہیں، وہ مسلمان نہیں ہیں۔"

(السنۃ لابی بکر بن الخلال ۵/۴۴)

حرف آخر:

حج کے اجر وثواب جو احادیث مبارکہ کی روشنی میں لکھے گئے ہیں، وہ کسی بھی مسلمان کو حج و عمرہ کا شوق دلانے کے لئے کافی ہیں۔ جن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے مال ودولت سے نوازا ہے، ان کو چاہئے کہ خود کو حج وعمرہ کے عظیم ثواب سے محروم نہ کریں؛ کیوں کہ ہم ہمہ دم نیکیوں کے حصول اور گناہوں وسیئات سے مغفرت کے سخت محتاج ہیں۔ یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ ہماری زندگی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ یہ کاغذ کی ایک ناؤ ہے، جہاں تک پہنچ جائے غنیمت ہے۔ آپ کی یہ ڈیڑھ دن کی زندگی چلی گئی؛ تو پھر کبھی واپس نہیں آئے گی۔ پھر حج کرنے میں کیوں تاخیر!

☆☆..........☆☆

ماہِ ذوالحجہ کا پہلا عشرہ

اہمیت وفضیلت

مولانا ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی

ماہِ ذوالحجہ کا پہلا عشرہ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم (سورۃ الفجر آیت:۲) میں ذوالحجہ کی دس راتوں کی قسم کھائی ہے: ”وَالفَجرِ وَلَیَالٍ عَشرٍ“ جس سے معلوم ہوا کہ ماہ ذی الحجہ کا ابتدائی عشرہ اسلام میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔

حج کا اہم رکن:

وقوف عرفہ اسی عشرہ میں ادا کیا جاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم کو حاصل کرنے کا دن ہے۔ غرض رمضان کے بعد ان ایام میں اخروی کامیابی حاصل کرنے کا بہترین موقع ہے۔ لہٰذا اس میں زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت کریں، اللہ کا ذکر کریں، روزہ رکھیں، قربانی کریں۔ احادیث میں ان ایام میں عبادت کرنے کے خصوصی فضائل وارد ہوئے ہیں جن میں سے چند احادیث ذکر کر رہا ہوں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں ان دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو۔“ (بخاری)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرہ ذوالحجہ سے زیادہ عظمت والے دوسرے کوئی دن نہیں ہیں۔ لہٰذا تم ان دنوں میں تسبیح وتہلیل اور تکبیر وتحمید کثرت سے کیا کرو۔ (طبرانی)

ان ایام میں ہر شخص کو تکبیر تشریق پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے، تکبیر تشریق کے کلمات یہ ہیں: ”اَللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَرُ اللّٰہُ اَکبَرُ وَلِلّٰہِ الحَمدُ۔“

قربانی کرنے والا ناخن اور بال نہ کاٹے یا کٹوائے:

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب ذوالحجہ کا مہینا شروع ہو جائے اور تم میں سے جو قربانی کرنے کا ارادہ کرے، تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ (مسلم)

اس حدیث اور دیگر احادیث کی روشنی میں قربانی کرنے والوں کے لئے مستحب ہے کہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک جسم کے کسی حصے کے بال اور ناخن نہ کاٹیں، لہٰذا اگر بال یا ناخن وغیرہ کاٹنے کی ضرورت ہو، تو ذوالقعدہ کے آخر میں فارغ ہو جائیں۔

عرفہ کے دن کا روزہ:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”عرفہ کے دن کے روزے کے متعلق میں اللہ تعالیٰ سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔“ (مسلم)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفہ کے دن کا ایک روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کی معافی کا سبب بنتا ہے۔ لہٰذا ۹/ ذوالحجہ کے دن روزہ رکھنے کا اہتمام کریں۔

وضاحت:

اختلافِ مطالع کے سبب مختلف ملکوں میں عرفہ کا دن الگ الگ دنوں میں ہو، تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔ کیوں کہ یومِ عیدالفطر، یوم عیدالاضحیٰ، شب قدر اور یومِ عاشورہ کے مثل ہر جگہ کے اعتبار سے جو دن عرفہ کا قرار پائے گا، اس جگہ اسی دن میں عرفہ کے روزہ رکھنے کی فضیلت حاصل ہوگی، ان شاء اللہ! اگر کوئی شخص دو دن روزے رکھنا چاہے، تو بہتر ہے۔ ایک حجاج کرام کے حساب سے نویں تاریخ کو اور دوسرے دن اپنے ملک میں نویں تاریخ کو۔

قربانی کی حقیقت:

قربانی کا عمل ہر امت کے لئے رہا ہے جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ہم نے ہر امت کیلئے قربانی مقرر کی، تاکہ وہ چوپائیوں کے مخصوص جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔ (سورۃ الحج 34)

لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اہم وعظیم قربانی کی وجہ سے قربانی کو سنتِ ابراہیمی کہا جاتا ہے، اور اسی وقت

سے اس کو خصوصی اہمیت حاصل ہوگئی۔ چناں چہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی عظیم قربانی کی یاد میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے، جو قیامت تک جاری رہے گی، ان شاء اللہ! اس قربانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری میں اپنی جان ومال ووقت ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو اونٹوں کی قربانی پیش فرمائی تھی جس میں سے 63 اونٹ کی قربانی آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے کی تھی اور بقیہ 37 اونٹ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نحر (یعنی ذبح) فرمائے۔ (مسلم، حجۃ النبی)

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد (ذوالحجہ کی 10 تاریخ کو کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں) کا عملی اظہار ہے اور اس عمل میں ان حضرات کا بھی جواب ہے جو مغربی تہذیب سے متاثر ہوکر کہہ دیتے ہیں کہ جانوروں کی قربانی کے بجائے غریبوں کو پیسے تقسیم کر دیئے جائیں۔ اسلام نے جتنا غریبوں کا خیال رکھا ہے، اس کی کوئی مثال کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی، بلکہ انسانیت کو غریبوں اور کمزوروں کے درد کا احساس شریعتِ اسلامیہ نے ہی سب سے پہلے دلایا ہے۔ غربا ومساکین کا ہر وقت خیال رکھتے ہوئے شریعت اسلامیہ ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ ہم عیدالاضحیٰ کے ایام میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی عظیم قربانی کی یاد میں اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، جیسا کہ ساری انسانیت کے نبی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کسی کام میں مال خرچ کیا جائے، تو وہ عیدالاضحیٰ کے دن قربانی میں خرچ کئے جانے والے مال سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا۔“ (سنن دار قطنی، سنن کبریٰ للبیہقی)

اِن دِنوں بعض حضرات نے باوجودیکہ انہوں نے قربانی کی سنتِ مؤکدہ اور اسلامی شعار کا موقف اختیار کیا ہے۔ 1400 سال سے جاری و ساری سلسلہ کے خلاف اپنے اقوال و

> حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو اونٹوں کی قربانی پیش فرمائی تھی جس میں سے 63 اونٹ کی قربانی آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے کی تھی اور بقیہ 37 اونٹ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نحر (یعنی ذبح) فرمائے

افعال سے گویا یہ تبلیغ کرنی شروع کردی ہے کہ ایک قربانی پورے خاندان کے لئے کافی ہے اور قربانی کم سے کم کی جائے جو سراسر قرآن وحدیث کی روح کے خلاف ہے۔ کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کی روشنی میں امتِ مسلمہ کا اتفاق ہے کہ ان ایام میں زیادہ سے زیادہ قربانی کرنی چاہئے۔ دیگر اعمال صالحہ کی طرح قربانی میں بھی مطلوب ومقصود رضائے الٰہی ہونی چاہئے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا سب اللہ کی رضامندی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“ (سورۃ الانعام، 162)

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”اللہ کو نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے نہ ان کا خون، لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔“ (سورۃ الحج 37)

قربانی کی اہمیت وفضیلت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا (اس قیام کے دوران میں) آپ قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی، ابواب الاضاحی)

غرض یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے قیام کے دوران میں ایک مرتبہ بھی قربانی ترک نہیں کی۔ باوجود یہ کہ آپ کے گھر میں بوجہِ قلت طعام کئی کئی مہینے چولہا نہیں جلتا تھا۔ ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یارسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ (یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے؟) آپ نے ارشاد فرمایا: ”تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت (اور طریقہ) ہے۔“ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ”ہمیں قربانی سے کیا فائدہ ہوگا؟“ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! اون کے بدلے میں کیا ملے گا؟“ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اون کے ہر بال کے بدلے میں (بھی) نیکی ملے گی۔“ (سنن ابن ماجہ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ذی الحجہ کی 10 تاریخ کو کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ

کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کرنے والا اپنے جانور کے بالوں، سینگوں اور کھروں کو لے کر آئے گا (اور یہ چیزیں اجر و ثواب کا سبب بنیں گی) اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرف قبولیت حاصل کرلیتا ہے۔ لہٰذا تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔

(ترمذی، باب ماجاء فی فضل الاضحیہ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کسی کام میں مال خرچ کیا جائے، تو وہ عید الاضحیٰ کے دن قربانی میں خرچ کیے جانے والے مال سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا۔ (سنن دار قطنی باب الذبائح، سنن کبری للبیہقی ج9ص 261)

قربانی واجب ہے:

قربانی کو واجب یا سنتِ موکدہ قرار دینے میں زمانۂ قدیم سے اختلاف چلا آ رہا ہے، مگر پوری امتِ مسلمہ متفق ہے کہ قربانی ایک اسلامی شعار ہے، اور جو شخص قربانی کرسکتا ہے اس کو قربانی کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ خواہ اس کو واجب کہیں یا سنتِ موکدہ یا اسلامی شعار۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں ہمیشہ قربانی کیا کرتے تھے، باوجود یہ کہ آپ کے گھر میں اشیائے خوردنی نہ ہونے کی وجہ سے کئی کئی مہینے تک چولہا نہیں جلتا تھا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں قربانی کو واجب قرار دیا ہے۔ حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد ابن حنبلؒ کی ایک روایت بھی قربانی کے وجوب کی ہے۔ ہندو پاک کے جمہور علما کرام نے بھی وجوب کے قول کو اختیار کیا ہے۔ کیوں کہ یہی قول احتیاط پر مبنی ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی قربانی کے وجوب کے قول کو اختیار کیا ہے۔ قربانی کے وجوب کے لئے متعدد دلائل میں سے چند پیش خدمت ہیں:

☆ اللہ تعالیٰ قرآن کریم (سورۃ الکوثر) میں ارشاد فرماتا ہے: ''فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ'' آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔ اس آیت میں قربانی کرنے کا امر (یعنی حکم) دیا جارہا ہے اور امر عموماً وجوب کے لئے ہوا کرتا ہے، جیسا کہ مفسرین کرام نے اس آیت کی تفسیر میں تحریر کیا ہے۔ علامہ ابوبکر جصاصؒ (ولادت 305ھ) اپنی کتاب (احکام القرآن) میں تحریر کرتے ہیں:

> حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے، تو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے

''حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت (فَصَلِّ لِرَبِّکَ) میں جو نماز کا ذکر ہے اس سے عید کی نماز مراد ہے اور (وَانْحَرْ) سے قربانی مراد ہے۔ مفسر قرآن شیخ ابوبکر جصاصؒ فرماتے ہیں کہ اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں: ایک، عید کی نماز واجب ہے۔ دوم قربانی واجب ہے۔''

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے، تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ پھٹکے۔ (سنن ابن ماجہ، باب الاضاحی ہی واجبہ ام لا، مسند احمد ج2 ص 321، السنن الکبری ج9 ص 260 کتاب الضحایا) وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر آپ نے سخت وعید ارشاد فرمائی اور اس نوعیت کی سخت وعید واجب کے چھوڑنے پر ہی ہوتی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ قربانی کرنا واجب ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے عید کی نماز سے پہلے (قربانی کا جانور) ذبح کردیا، تو اسے چاہئے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے (عید کی نماز سے پہلے) ذبح نہیں کیا، تو اسے چاہیے کہ وہ (عید کی نماز کے) بعد ذبح کرے۔'' (بخاری، باب من ذبح قبل الصلاۃ اعاد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ کی نماز سے قبل جانور ذبح کرنے پر دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا۔ حالاں کہ اس زمانہ میں صحابہ کرامؓ کے پاس مالی وسعت نہیں تھی۔ یہ قربانی کے وجوب کی واضح دلیل ہے۔

قربانی کس پر واجب ہے:

ہر صاحب حیثیت کو قربانی کرنی چاہئے جیسا کہ حدیث میں گزرا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے، تو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ قربانی کے وجوب کے لئے صاحبِ وسعت ہونا ضروری ہے۔ البتہ مسافر پر قربانی واجب نہیں، جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

(المحلی بالآثار لابن حزم ج6ص 37)

قربانی.....ایثارِ خلیل اللہ کا عکسِ جمیل

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

اللہ رب العزت نے امتِ محمدیہ کو دو عیدیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک کا تعلق رمضان المبارک سے ہے، جو روزے جیسے عظیم فریضہ کی تکمیل کا انعام ہے۔ رمضان ''فعلان'' کے وزن پر ہے؛ جس کے کئی معانی ہیں ایک معنی جلا دینے کے ہیں۔ گویا اس مہینے کو اس لئے رمضان کہا جاتا ہے کہ یہ ہر گناہ کو جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔ دوسری عید کا تعلق ذوالحجہ سے ہے، جو حج جیسی اہم ترین عبادت کے اختتام پر مشروع ہوئی ہے؛ جسے عید قربان بھی کہتے ہیں۔ قربان ''فعلان'' کے وزن پر ہے؛ جس کے معنی تقرب کے ہیں۔ چوں کہ عید قربان میں کیا جانے والا عمل (جانور ذبح کرنا وغیرہ) بندے کو اللہ تعالیٰ سے اتنا قریب کر دیتا ہے کہ کوئی اور لمحہ اسے اتنے قرب سے آشنا نہیں کرتا، اس لئے اس کو عید قربان کہا جاتا ہے۔

فرمان نبوی ہے: ''یوم نحر یعنی دس ذوالحجہ کو اللہ کے نزدیک خون بہانے سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں۔ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں بالوں اور کھروں سمیت آئے گا اور بے شک اس کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام قبولیت حاصل کر لیتا ہے، پس اس خوشخبری سے اپنے دلوں کو مطمئن کرلو۔''

قربانی کیا ہے؟

جب سے کائنات ہستی وجود میں آئی اللہ تعالیٰ کے کئی ایک برگزیدہ بندے یہاں تشریف لائے؛ جن میں معدودے چند بندوں کو خالق کائنات نے لوگوں کی رشد وہدایت کے لئے منتخب فرمایا اور نبوت کا تاج ان کے سر پر سجایا تاکہ وہ پیغام الٰہی کو ہر کس و ناکس تک پہنچائیں اور عہد الست کی یاد تازہ کرائیں۔ پھر ان بندگان خاص کے احوال اور قصے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں بیان کرنے کے بعد فرمایا:

ترجمہ: ''ان کے بیان میں عقل والوں کے لئے یقیناً نصیحت اور عبرت ہے، یہ قرآن جھوٹ بنائی ہوئی بات نہیں؛ بلکہ یہ تصدیق ہے، ان کتابوں کی جو اس سے پہلے کی ہیں، کھول کھول کر بیان کرنے والا ہے ہر چیز کو اور ہدایت اور رحمت ہے، ایمان دار لوگوں کے لئے۔'' (یوسف:111)

ان ہی عظیم ہستیوں میں سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی ہیں؛ جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے بڑے ہی نرالے انداز میں جگہ جگہ فرمایا۔ یہ وہ نبی ہیں جن سے تین گروہ اپنا تعلق استوار کرتے ہیں یعنی مسلمان، یہودی اور عیسائی بلکہ مشرکین مکہ بھی ان کی طرف نسبت کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی وضاحت کر دی جو نسبت کا استحقاق رکھتے ہیں! فرمایا:

ترجمہ: ''کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے؟ کہہ دو کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ؟'' (البقرہ:140)

ترجمہ: ''ابراہیم تو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ وہ تو خالص مسلمان تھے مشرک بھی نہ تھے۔'' (آل عمران:67)

قربانی کوئی سالانہ رسم یا گوشت خوری کی تقریب نہیں؛ بلکہ یہ اس عظیم الشان قربانی کی یادگار ہے جو حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے بارگاہ خداوندی میں پیش کی تھی۔ جس کا تفصیلی ذکر قرآن پاک میں موجود ہے:

ترجمہ: ''حضرت ابراہیم بہ مشیت ایزدی اولاد کی نعمت سے محروم تھے اور بار بار یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے صالح اولاد عطا فرمایئے۔ حق تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو قبول فرمالیا اور انہیں ایک بردبار و ہونہار بچے کی خوش خبری دی گئی جب وہ بچہ ان کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا تو ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے لخت جگر اور نور نظر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو راہِ خدا میں قربان کر رہے ہیں۔ باپ نے بیٹے سے اس خواب کا ذکر کیا اور پھر دونوں باپ بیٹے اللہ تعالیٰ کی رضا اور حکم کے سامنے

جھک گئے اور چشمِ فلک نے یہ منظر دیکھا کہ بوڑھے باپ نے نوجوان بیٹے کو زمین پر لٹا رکھا ہے، باپ کے ہاتھ میں چھری ہے اور وہ آنکھیں باندھے ہوئے بیٹے کے گلے پر چھری چلا رہا ہے۔ بیٹا خوش ہے کہ اللہ کی راہ میں قربان ہو رہا ہوں اور باپ بھی راضی ہے کہ پیرانہ سالی کی سب سے قیمتی دولت مولا کی بارگاہ میں پیش کر رہا ہوں۔ اللہ اکبر کیسا سہانا منظر ہوگا جب غیب سے ندا آئی اے ابراہیمؑ! آپ نے خواب پورا کر دیا، اب چھری بیٹے کی گردن سے اٹھا لو، آپؑ اس امتحان میں کامیاب ہوگئے۔" (الصافات)

اللہ تعالیٰ کو یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ قیامت تک اس سنت کو زندہ و تابندہ کر دیا۔ کروڑوں مسلمان ہر سال اس "ذبحِ عظیم" کی یاد تازہ کرتے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔

مختصر یہ کہ حضرت سیدنا ابراہیمؑ اور ان کے مقدس خانوادے نے تسلیم و رضا، اخلاص و وفا، طاعت و انقیاد، محبت و ایثار اور فدائیت و استسلام کا جو عملی نمونہ اپنے رب جلیل کے حضور پیش کیا اور جس خلوصِ دل اور جذبۂ فروتنی سے پیش کیا، جس جاں فشانی اور خندہ پیشانی سے پیش کیا، اس کی ایک ادنیٰ جھلک اور ہلکی سے تصویر کشی کا نام قربانی ہے۔

درسِ تسلیم ورضا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی سے ہمیں سب سے پہلا سبق یہ ملتا ہے کہ ہم بلاچون و چرا حکمِ الٰہی کے آگے سرِ تسلیم خم کردیں! بدون اشکال و اعتراض فرامین رب کو بجالانے والے بن جائیں! اور ادنیٰ شک و تردد کے بغیر ساری کامیابی و کامرانی اسی طریقے کی پیروی میں مضمر سمجھیں جو آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے سامنے پیش کیا ہے۔

یہ اس دور کا بہت بڑا المیہ ہے کہ نام نہاد دانشور اور روشن خیال کہلانے والے حضرات شریعت کے صرف اس حکم کو تسلیم کرنے پر مصر ہیں جو عقل کے محدود پیمانے میں سما جائے اور جو حکم بھی عقل کے خلاف محسوس ہو ان کے نزدیک یا تو اس کا انکار ضروری ہے یا دور از کار تاویلات کا سہارا۔ مثلاً بعض لوگ روحانیت سے غافل ہو کر یہ سمجھتے اور کہتے ہیں کہ قوم کا اتنا روپیہ جو تین دن میں جانوروں کے ذبح پر ہر سال خرچ ہو جاتا ہے اور اس کا خاطر خواہ مفاد نظر نہیں آتا، اگر یہی پیسہ رفاہی اور قومی مفادات پر لگایا جائے تو بہت فائدہ ہو۔

مگر جاننا چاہئے کہ قربانی ایک ایسا عمل اور ایسی عبادت ہے جس سے ہزارہا غریبوں کا روزگار وابستہ ہے۔ کتنے غریب ایسے ہوتے ہیں کہ جو عید کے اس موسم کا انتظار کرتے ہیں اور اچھا خاصا زرِ مبادلہ اپنے گھروں کو لے کر جاتے ہیں۔ کیا قربانی کے عمل کی مخالفت کر کے ہم ان غریبوں کے رزق کو روکنے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں؟

قربانی کے بجائے غریبوں کی مدد کرنے کی مثال یوں ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ نماز و روزے کے بجائے صدقہ کردیا جائے تو زیادہ ثواب ہوگا۔ غریبوں کی مدد کا ثواب ضرور ہوگا؛ لیکن نماز چھوڑنے کی سزا بھی ہوگی۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔ (آمین)

قربانی کے واجب یا سنت میں اختلاف ہوسکتا ہے؛ لیکن یہ کہیں بھی نہیں آیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قربانی نہیں کی؛ بلکہ اس کے پیسے صدقہ کر دیئے ہیں یا کہیں اور خرچ کر دیئے ہیں۔ یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ممکن ہی نہیں کہ وہ ایک کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دس سال دیکھیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخصت ہونے کے بعد اس عمل کو یہ کہہ کر چھوڑ دیں کہ یہ ایک سنت ہی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی اس حوالے سے ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ ہے کہ انہوں نے آزمائش کے کسی بھی مرحلے میں کیوں اور کیسے کا سوال ہی نہیں کیا؛ بلکہ پوری بشاشت اور خوش دلی کے ساتھ ہر ابتلاء میں کھرے اترتے چلے گئے تب کہیں جاکر حق تعالیٰ کی جانب سے یہ مژدہ جاں فزا ملا کہ: "واتخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلاً"

درسِ دعوت وعزیمت:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی درخشاں زندگی کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے ابتدا ہی سے مخالف ماحول میں دعوتِ دین اور اشاعتِ حق کا فریضہ انجام دیا، آپ کی قوم شرک، بت سازی اور کواکب پرستی جیسی لعنتوں میں گرفتار تھی؛ بلکہ مشہور روایت کے مطابق خود آپ کے والد آزر شہر کے بڑے بت خانہ کے ذمہ دار تھے اور بتوں کو تراش کر بیچا کرتے تھے، مگر آپ کو بت پرستی سے سخت نفرت تھی، آپ اس کے خلاف آواز بلند کرتے رہے اور اپنے والد اور اعزہ کو اللہ کی وحدانیت کا درس دیتے رہے، لیکن بجائے اس کے کہ وہ کوئی اثر قبول کرتے، والد نے آپ کو گھر چھوڑنے کا حکم نامہ سنادیا۔ حضرت

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعوت قوم کے سامنے رکھی اور استدلال کے اچھوتے اسلوب اختیار کئے جس سے قوم لاجواب ہوگئی۔ آپ نے بادشاہِ وقت کو بھی اپنی دعوت سے روشناس کرایا اور اس کے مناظرانہ دلائل کا ایسا توڑ کیا کہ اس سے کوئی جواب بن نہ آیا۔ بالآخر آپ کو شعلہ زن آگ کے حوالے کردیا گیا۔

دورِ حاضر اور موجودہ ملکی حالات کے تناظر میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ حضرت ابراہیم کے حکیمانہ اسلوب اور داعیانہ مزاج کو پیش نظر رکھ کر فریضہ دعوت کی انجام دہی کی کوششیں کی جائیں، عزم واستقامت کا کوہِ گراں بن کر اس راہ کی مشقتوں کو انگیز کیا جائے اور صبر وتحمل کے ساتھ مثبت نتائج کا انتظار کیا جائے تب کہیں جاکر ملک کی بدامنی دور اور خوف و ہراس کی فضا تبدیل ہوسکتی ہے۔

درسِ صبر واستقامت:

آپ کی مبارک زندگی کا ایک اہم گوشہ صبر و استقامت بھی ہے کہ آپ نے پورے تحمل کے ساتھ معبودِ حقیقی کے جملہ اوامر کو بجالایا اور جزع فزع کئے بغیر ثابت قدمی کے ساتھ ہر امتحان میں کامیابی سے ہم کنار ہوئے۔ ذرا تصور کیجئے کہ ایک بوڑھے باپ اور کمزور شوہر کو حکم دیا جارہا ہے کہ وادیٔ فاران کے سنگلاخ کالے پہاڑوں کے درمیان، تپتے صحرا کے ایک درخت کے نیچے، اپنی محبوب بیوی اور نومولود معصوم بیٹے کو چھوڑ دو! اور آپ نے چھوڑ دیا۔ ان کو جو کچھ زادِ راہ دیا گیا تھا، ختم ہوچکا۔ ماں، بیٹا بھوک، پیاس سے بے حال ہیں۔ ماں کو اپنی تو فکر نہیں، لیکن بھوکے، پیاسے بچے کی بے چینی پر ممتا کی تڑپ فطری اَمر ہے، لیکن اس لق ودق صحرا میں پانی کہاں...؟ جوں جوں لختِ جگر کی شدتِ پیاس میں اضافہ ہورہا تھا، ممتا کی ماری ماں کی بے قراری بھی بڑھتی جارہی تھی۔ اسی حالتِ اضطراب میں قریب واقع پہاڑی، ”صفا“ پر چڑھیں کہ شاید کسی انسان یا پانی کا کوئی نشان مل جائے، لیکن بے سود۔ تڑپتے دِل کے ساتھ بھاگتے ہوئے ذرا دور، دوسری پہاڑی ”مروہ“ پر چڑھیں، لیکن بے فائدہ۔ اس طرح، دونوں پہاڑیوں کے درمیان پانی کی تلاش میں سات چکر مکمل ہونے کے بعد ایک چشمہ ابلتا دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس تڑپ کی لاج رکھ لی اور تاقیامت اس کا فیضان جاری فرمادیا۔

خلاصۂ کلام:

حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم کردارِ ابراہیمی کو اپنائیں! سیرتِ اسماعیل کو حیاتِ فانی کا جزو لاینفک بنائیں توحید کے عقیدۂ خالص کو جی جان کے ساتھ قبول کرنے اور اس پر ثابت قدمی رہنے کا عہد کریں! خانگی و خاندانی معاملات میں قانونِ الٰہی کی بالادستی تسلیم کریں اور ہزار رکاوٹوں اور آزمائشوں کے باوجود حکمِ شرعی پر عمل پیرا ہوکر حمیتِ دینی کا ثبوت پیش کریں۔

آگ ہے، اولاد ہے، ابراہیم ہے، نمرود ہے
کیا کسی کو، پھر کسی کا، امتحاں مقصود ہے

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ تعالیٰ کا حادثہ فاجعہ

کراچی..... ہفت روزہ ختم نبوت کا زیرنظر شمارہ پریس جانے کے لئے تیار تھا کہ روح فرسا خبر سننے کو ملی۔ عالم اسلام کی عظیم دینی درس گاہ جامعہ علومِ اسلامیہ علامہ سیّد محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی کے رئیس وشیخ الحدیث، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر، اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے سربراہ، اقرا روضۃ الاطفال ٹرسٹ پاکستان کے سرپرست اعلیٰ، ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کے سرپرست، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کے بواسطہ شاگرد اور محدث العصر علامہ سیّد محمد یوسف بنوری قدس سرہ کے خاص شاگرد و جانشین استاذ العلماء، رئیس الاساتذہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر زندگانی کی چھیاسی بہاریں دیکھنے کے بعد ۱۹؍ذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۳۰؍جون ۲۰۲۱ء بروز بدھ بوقت ظہر اپنے رب کے حضور حاضر ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! آپ کی وفات حسرت آیات پر تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد، دیندار طبقہ خصوصاً مدارس دینیہ کے علماء کرام، طلبا، طالبات اور کارکنانِ ختم نبوت رنج وغم میں ڈوب گئے ہیں، ہر شخص اپنے آپ کو قابل تعزیت سمجھتا ہے۔ اللہ جل شانہ حضرت ڈاکٹر صاحب قدس سرہ کے درجات بلند فرمائے، اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کے صاحبزادگان و دیگر عزیز واقارب کے علاوہ علماء کرام، شاگردوں اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ ان شاء اللہ، آئندہ شمارہ میں آپ کے بارہ میں تفصیل سے لکھا جائے گا۔ باتوفیق قارئین سے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی درخواست کی جاتی ہے۔

ہمارے معاشرے کی حالتِ زار

حضرت مولانا سحبان محمود رحمہ اللہ

آج کل صرف پاکستان ہی نہیں، دنیا کے بہت بڑے حصہ کے مسلمان مختلف سانحات المناک حوادث اور ہوشربا مصائب میں گرفتار ہیں، زندگی سے امن وسکون رخصت ہو چکا ہے، ہر وقت ایک انجانا خوف دلوں پر مسلط ہے، کسی شعبۂ زندگی میں نہ جاذبیت باقی رہی نہ قرار وسکون۔ گویا ہم ایسی فضا میں سانس لے رہے ہیں کہ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی یہ دنیا اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگ ہو رہی ہے، بحر وبر سے فساد ابل پڑا ہے اور فضاؤں سے ایک نامانوس اور پریشان کن بو سونگھی جارہی ہے، یا اس طرح تعبیر کیجئے کہ ہمارے برے اعمال نے ہم کو شش جہات سے بصورت قہر خداوندی گھیر رکھا ہے اور ان کا وبال ہم پر ہر جانب سے مسلط ہو کر ہماری دنیا اور آخرت کو تباہ کر رہا ہے۔

عمل اور ردِ عمل:

عمل اور ردِ عمل قانون فطرت ہے، نہ کوئی اسے توڑ سکا ہے اور نہ اس میں ترمیم کر سکا ہے۔ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَّلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا... یعنی اللہ تعالیٰ کے قانون میں نہ کوئی تبدیلی نظر آئے گی نہ ترمیم وتنسیخ۔ دانہ گندم سے گندم کا ہی درخت پیدا ہوگا، جو یا چاول اس سے حاصل نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح اچھے اعمال کے اس دنیا میں بھی اچھے اور خوشگوار نتائج سامنے آئیں گے اور گندے اور برے اعمال کے گندے اور برے نتائج۔ زہر قاتل کھا کر کوئی زندگی کی امید رکھے تو یہ اس کی نادانی ہے۔ زہر تو اثر کر کے رہے گا خواہ کھانے والا اس کو نہ چاہے۔

ہمارے معاشرے کی حالت:

اس زمانے میں سب سے زیادہ المناک بات یہ ہے کہ ہم ایسے ظلماتی ماحول، انسانیت سوز معاشرے اور اخلاق باختہ دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں جس کی نظیر مسلمانوں کی پوری تاریخ میں نہیں ملتی اور جب کبھی اس جیسا ماحول مسلمانوں نے اپنایا تو قہر خداوندی نازل ہوا، عزت ذلت سے بدل گئی، طاقت وقوت کمزوری اور بزدلی میں تبدیل ہوگئی اور سلطنت وحکومت کی جگہ غلامی کے طوق گردنوں میں ڈال دیئے گئے، دیکھ لیجئے بغداد میں فتنہ تاتار اور اندلس میں مسلمانوں کی عظیم الشان، ترقی یافتہ اور مہذب ومتمدن حکومت کا انجام کیا ہوا اور اس کے اسباب کیا تھے؟ تاریخ کسی کے ساتھ رعایت نہیں کرتی بلکہ اپنے آپ کو دہراتی رہتی ہے تاکہ دیدۂ عبرت رکھنے والے عبرت حاصل کریں اور اپنے آپ کو تباہی سے بچائیں۔

قرآن کریم سابقہ امتوں اور ان پر نعمت کے واقعات کو مؤثر انداز میں جا بجا بیان کرتا ہے صرف اس لئے کہ یہ امت مرحومہ ان واقعات سے عبرت پکڑے اور وہ راستہ اختیار نہ کرے جو اگلی امتوں کے لئے تباہ کن ثابت ہوا کیونکہ قانون الٰہی اٹل ہے اور اچھے برے اعمال کی تاثیر اور نتائج بھی مسلّم، اگر ہم کسی قہر میں مبتلا ہوتے ہیں تو درحقیقت ہم نے ہی اپنے اعمال وکردار سے اس قہر کو خود دعوت دی ہے۔

پورے عالم اسلام کا تجربہ تو اس وقت ممکن نہیں نہ قلب وجگر میں وہ طاقت ہے کہ ان تمام سانحات کو برداشت کر سکے اور نہ زبان سے بیان کرنے کا یارا، آپ حضرات مجھ سے زیادہ ان حالات سے واقف ہیں جو افغانستان پر بیت رہے ہیں، فلسطین ان سے دوچار ہے، عرب ممالک کی کسمپرسی عراق وایران کی شورش اور خدا جانے کیا کیا؟

یہ حالات نہ تو از خود پیدا ہوئے کہ ”اتفاقات“ پر محمول کر کے دل کو مطمئن کیا جا سکے اور نہ فوری طور پر آناً فاناً ان کا ظہور ہوا کہ اچانک پیش آنے والے حوادث کی فہرست میں ان کو داخل کر کے اپنی بے بسی کے عذر کا سہارا لیا جاسکے، بلکہ نگاہ بصیرت سے دیکھا جائے تو یہ ہوشربا حالات برسوں کے عمل اور ردعمل کا نتیجہ ہیں۔

تشخیص قرآنی:

قرآن وحدیث میں نہایت وضاحت کے ساتھ آیا ہے کہ حوادث، مصائب، ذلتیں، مرعوبیت اور مغلوبیت تمہارے اعمال بد کا نتیجہ ہیں، ارشاد ہے کہ جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب سے آتی ہے اور بہت سی باتوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں (سورۂ شوریٰ) اور

ارشاد ہے کہ جب انہوں نے ہم کو ناخوش کیا تو ہم نے ان سے بدلہ اور انتقام لیا (سورۂ زخرف)اور ارشاد ہے کہ ظاہر ہوگیا بگاڑ اور فساد بحر و بر میں ان (برے)اعمال کی وجہ سے جو لوگ کر رہے ہیں (سورۂ روم) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا ارشاد ہے کہ جب بھی کوئی بلا اور مصیبت آئے گی تو وہ گناہ کی وجہ سے آئے گی اور جب بھی توبہ کی جائے گی تو مصیبت دور ہو جائے گی۔

بعض گناہوں کے نتائج:

ان آیات واحادیث سے یہ تو معلوم ہوگیا کہ کسی قوم پر عذاب الٰہی اور قہر خداوندی، جو پریشانیوں، مصیبتوں، ذلتوں اور رسوائیوں کی صورت میں آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حد سے بڑھی ہوئی نافرمانیوں اور احکام خداوندی سے غفلت و اعراض کی وجہ سے آتا ہے اور احادیث میں بعض خاص خاص گناہوں کے سبب خاص خاص عذاب نازل ہونے کا ذکر بھی بڑی وضاحت سے آیا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دس صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت حاضر تھی آپ نے ان سے خطاب کرکے فرمایا کہ ”پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ، پھر فرمایا کہ جب کسی قوم میں بے حیائی علی الاعلان ہونے لگے تو وہ طاعون میں اور ایسی ایسی بیماریوں میں مبتلا ہوگی جو ان کے بڑوں کے وقت میں نہیں ہوئیں، اور جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرے گی تو قحط اور تنگی میں گرفتار ہوگی اور اپنے حاکموں کے ظلم کی چکی میں پستی رہے گی اور جب کوئی قوم زکوٰۃ دینا بند کردے گی تو ان پر باران رحمت بند کردی جائے گی، اگر جانور نہ ہوتے تو بارش کا ایک قطرہ بھی نازل نہ ہوتا، اور جب کوئی قوم عہد شکنی میں مبتلا ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان پر غیر قوم سے دشمن کو مسلط کردے گا جو زبردستی ان کے مال وجائیداد پر قبضہ کرلے گا اور جس قوم میں ربوا یعنی سود خوری کا رواج ہو جائے گا تو ان پر موت کی کثرت ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ ہم کو محفوظ رکھیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ کسی شخص نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زلزلہ کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب لوگ زنا کو بے باکی سے کرنے لگتے ہیں، شرابیں خوب پیتے ہیں اور گانے بجانے میں مشغول ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو آسمان میں غیرت آتی ہے اور زمین کو حکم فرماتے ہیں کہ ان کو ہلا ڈال۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے انتقام لینا چاہتے ہیں تو بچے بکثرت مرنے لگتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں، یعنی خواہ قدرتی طور پر بانجھ یا بانجھ پن کی دوائیں استعمال کرکے یا آپریشن کرکے بانجھ ہوں، بہر حال ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انتقام اور قہر۔

ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لے کر دیکھنا چاہئے کہ جن حوادث سے ہم دوچار ہیں وہ درحقیقت اپنے ہی اعمال بد کے ثمرات ونتائج ہیں یا بغیر کسی سبب کے ہم پر نازل ہوئے ہیں؟

آج ہم ملکی اور قومی سطح پر نہایت ہی کمزور، ناتواں اور دشمنوں کے لئے نرم چارہ کی حیثیت میں زندگی گزار رہے ہیں اگر صرف ملکی سطح پر جائزہ لیا جائے تو ظاہر ہو جائے گا کہ یہ سب اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے اوپر ہم نے نازل کیا ہے:

”از ماست کہ بر ماست“

قیام پاکستان کی صورت اور اسباب پر غور کیجئے، ہندوستان میں مسلمان انگریز اور ہندو کے ظلم وستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے، اقتصادی اور معاشرتی زندگی زوال پذیر تھی، اللہ تعالیٰ کو اس حالت زار پر رحم آیا اور دفتر غیب سے ایسے اسباب فراہم فرمادیئے کہ ایک اسلامی سلطنت کی صورت میں پاکستان وجود میں آگیا، تاریخ میں یہ بات موجود ہے کہ حصول پاکستان کے لئے مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ سے کیسی کیسی دعائیں مانگیں اور مقصد حاصل ہو جانے پر کیسے کیسے وعدے کئے کہ اسلام کی حکمرانی ہوگی، قرآن کریم کا قانون نافذ ہوگا، اسلام کی اور قرآن وسنت کی تعلیمات عام کی جائیں گی، اپنی اور آنے والی نسلوں کی تربیت خالص اسلام کی بنیاد پر ہوگی اور اس وعدے کی وجہ سے کروڑوں مسلمانوں نے جان ومال کی قربانی پیش کی، لاکھوں مسلمانوں نے ہجرت کی اور پاکستان آگئے۔

وعدۂ الٰہی اور اس کا ظہور:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے لئے ہجرت کرنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کو فراخی، کشادگی اور بڑی گنجائش کی جگہ ملے گی، گویا اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ جو ہجرت ان کے نام پر کی جائے، اسلام کے تحفظ کے لئے کی جائے اور ان کا قانون جاری کرنے کے لئے کی جائے تو وہ ایسے لوگوں کو فراغت کی زندگی عطا فرمائیں گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قیام پاکستان اور ہجرت کے بعد اہل پاکستان پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے، قیام پاکستان کے بعد برسوں تک یہ حالت رہی کہ ایک باوقار سلطنت عطا کی گئی۔ پورے ملک میں زرعی، صنعتی، تجارتی اور سائنسی شعبوں میں برکتیں اور روز افزوں ترقیاں حاصل ہوئیں، کثیر تعداد میں اعلیٰ سے اعلیٰ مکانات تعمیر ہوئے، کیسے کیسے بیش قیمت صنعت وحرفت کے کارخانے قائم ہوئے، تجارت گاہیں دنیا کی

منڈیوں سے مالا مال ہوگئیں، بے شمار دینی اور دنیوی تعلیم گاہیں جابجا قائم ہوئیں، مدارس، کالج اور یونیورسٹیاں وجود میں آئیں، محلّہ محلّہ خوشنما اور وسیع مساجد تعمیر ہوئیں۔ غرض ہر شعبہ میں اللہ پاک نے فراوانی عطا فرمائی، پھر ایک عرصہ کے بعد ۱۹۶۵ء میں جہاد اسلامی کی نعمت بھی عطا فرمائی، جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت وحمایت کا علانیہ اظہار فرمایا اور غیر متوقع طور پر دشمن کو شکست سے دوچار کیا اور ساری دنیا نے اس قوم کی جانبازی، طاقت، شجاعت، اتفاق، محبت، سطوت اور شوکت کا لوہا مان لیا، یہ تو تھا اللہ تعالیٰ کا وعدہ جو انہوں نے پورا فرما کر دکھلا دیا، اس کا تقاضا یہ تھا کہ ہم بھی اپنا وعدہ پورا کرتے مگر اس معاملہ میں ہمارا طرز عمل بڑا شرمناک اور ظالمانہ رہا جس میں برابر اضافہ ہورہا ہے۔

ہمارا ایفائے عہد:

ہم ذرا اپنے ایفائے عہد کا انداز دیکھیں اور اپنے جذبۂ ایمانی، حمیت اسلامی اور شرافت انسانی کا جائزہ لے کر غور کریں کہ ہم نے رب ذوالجلال کے انعامات، احسانات کا حق کس طرح ادا کیا؟ غور کیجئے کہ ہمارے اس ملک میں جو محض نعمت خداداد تھا، وقت قیام سے اب تک کتنے سینماؤں کا اضافہ ہوا، کتنے ٹی وی اسٹیشن قائم ہوئے، کتنی بے پردگی اور بے شرمی کا رواج پڑا کہ شریف خاندان کی بہو بیٹیاں بے پردہ ہوکر باہر آگئیں، بال کھلے، سینہ کھلا، پیٹ کھلا، کیسی بے شرمی سے آزادانہ باہر گھومنے لگیں، کتنے نائٹ کلب کھلے، اسمگلنگ اور چور بازاری میں کتنا اضافہ ہوا، غذائیں، فضائیں اور ہوائیں سب مسموم ہوکر رہ گئیں، دھوکہ، ملاوٹ، رشوت ہمارا وطیرہ ہوگیا، تعلیم گاہوں میں مخلوط تعلیم کو پروان چڑھایا گیا جو ہمارے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ذہنی اور اخلاقی بربادی کا سبب بنی، لاقانونیت کو عروج حاصل ہوا، تخریب کاری اور ڈاکہ زنی کو فیشن سمجھ کر اپنایا جانے لگا، ہزاروں بینک، بیمہ کمپنیاں اور سودی کاروبار کے ادارے وجود میں آتے چلے گئے، شراب اور جوا عام ہوگیا اور سارا ملک فسق وفجور میں دب گیا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں غرق ہوگیا اور ایسا مدہوش ہوگیا کہ قدرت کی طرف سے مختلف تنبیہوں اور تازیانوں کے بعد بھی ہوش میں نہ آسکا، تقریباً ہر طبقہ کی یہی کیفیت ہوگئی، الا ماشاءاللہ۔

اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو ہم نے حلال کرلیا ایسا کہ ان افعال پر شیطان بھی لعنت کرتا ہوگا، مگر افسوس صد افسوس کہ ملک وقوم کی یہ بربادی اور اسلامی ایمانی شعار کی یہ پامالی سب نے دیکھی، دیکھتے رہے اور دیکھ رہے ہیں لیکن کسی کو اس حالت کے سدھارنے کی طرف توجہ نہ ہوئی، نہ اہل اقتدار کو نہ رہنمایان قوم کو، نہ بہی خواہان ملک و ملت کو، نہ لیڈروں کو اور نہ اہل علم کو، جب ایسے مسخ شدہ حالات ہوں تو بہبود کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے)

قہر خداوندی کو دعوت:

غور کیجئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے انعامات کا کس طرح شکر ادا کیا اور اپنے وعدوں کو کہاں تک نبھایا؟ اگر ایسی ناشکری، وعدہ شکنی اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے کھلی ہوئی بغاوت پر قہر الٰہی نازل نہ ہو تو قابل تعجب ہے، ہم نے تو دیدہ دانستہ اس کے قہر کو دعوت دی ہے، اور اس قہر سے فضل خداوندی کے علاوہ اور کوئی صورت نجات کی نظر نہیں آتی، دیکھئے اللہ تعالیٰ کا قانون فطرت نہیں بدلا کرتا، اس میں مسلم وغیر مسلم برابر ہیں، عمل اور ردعمل کا قانون قیامت تک جاری رہے گا، البتہ صرف مسلمانوں کے نقصانات کی تلافی کے لئے رحمت ومغفرت کا وعدہ ہے، اعمال بد کا خیال شکست وذلت، نکبت و پریشانی، لاقانونیت وتخریب کاری، افتراق وانتشار، غلامی اور جان ومال، عزت وآبرو کے عدم تحفظ کی صورت میں ظاہر ہوکر رہتا ہے، جب تک ہم اپنے اعمال وکردار سے قہر خداوندی کو دعوت دیتے رہیں گے، قہر خداوندی اسی طرح ظہور پذیر ہوتا رہے گا۔

تباہیوں کا جائزہ:

اگر مختلف عنوانات اور مختلف صورتوں سے قہر خداوندی کا جائزہ لیا جائے تو موٹی موٹی چیزیں جو اس مختصر سے عرصہ میں سب کی نظروں کے سامنے سے گزریں اس طرح ہیں:

۱:... سیلابوں اور طوفانوں کی تباہ کاریاں جو اولاً مرحوم مشرقی پاکستان میں ظاہر ہوئیں، پھر مغربی پاکستان ان تباہیوں کی لپیٹ میں آیا، لاکھوں افراد چند ساعتوں میں لقمۂ اجل ہوگئے، ان کی بے گوروکفن لاشیں بحری یا جنگلی جانوروں کی غذائیں بن گئیں۔ ہزاروں عورتیں بے سہارا اور بے شمار بچے یتیم وخستہ حال ہوگئے، سینکڑوں ایکڑ رقبہ زمین اس کی زد میں آکر ناکارہ ہوگئیں، کھڑی فصلیں تباہ ہوگئیں اور اناج کے محفوظ ذخیرے ذرا سی دیر میں زیرآب آکر فنا ہوگئے، جب سیلاب اور طوفان بے شمار نقصانات پہنچا کر ختم ہوا تو لازمی طور پر بدحالی، سراسیمگی، خوف، دہشت، وبائیں اور بیماریاں پھوٹ پڑیں، بھلا انسان اس قہر کا مقابلہ کرسکتا ہے؟ ہزاروں تدبیروں اور انتظامات کے باوجود بے شمار انسان ان مصائب کی زد میں

آ کر ہلاک ہوگئے قیام پاکستان کے وقت یہ سرزمین تھی جو سونا اگلتی تھی، سیلاب کا نام ونشان نہ تھا، آرام اور چین سے زندگی گزر رہی تھی، ہر شخص اپنی جگہ مطمئن تھا اور ہر قسم کی ناگہانی آفت سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا تھا وہ ہمارا عمل بد تھا اور یہ اس کا ردعمل، قرآن کریم نے تین سیلابوں اور طوفانوں کا قصہ ان کے ہولناک نتائج اور ان کے اسباب کے ساتھ بیان کیا ہے۔

پہلا سیلاب طوفان نوح ہے جس نے روئے زمین سے ہر چیز کو مٹا دیا تھا، اس سیلاب کے بعد دنیا از سر نو آباد ہوئی ہے، سورۂ ھود میں اس سیلاب کا واقعہ اور اس کے اسباب کو ذکر کیا گیا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ قوم کی مسلسل اور صبر آزما سرکشی، کلمۂ حق سے روگردانی اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایات و تعلیمات سے انکار وعناد اس طوفان کا سبب تھا۔

دوسرا طوفان وہ ہے جو قوم فرعون پر نازل کیا گیا۔ سورۂ اعراف میں اس کا بیان ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب قوم فرعون حق واضح ہو جانے کے باوجود مسلسل انکار کرتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا فرما کر جھنجھوڑا، ممکن ہے کہ اس طرح مان جائیں اور احکام الٰہی کو تسلیم کرلیں، جب کوئی عذاب نازل ہوتا تو وہ وعدے کرتے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرمانبرداری کریں گے، یہ عذاب ان سے ہٹادیا جائے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے وہ عذاب ہٹادیا جاتا، عذاب کے دور ہوتے ہی اپنے وعدوں سے پھر جاتے اور حسب سابق پھر سرکشی اور انکار کرنے لگتے، ان عذابوں میں سے ایک عذاب پانی کے طوفان کا تھا جو ان پر مسلط ہوا کہ ان کے تمام کھیت، زمینیں، باغات حتیٰ کہ رہنے کے مکانات میں پانی بھر گیا ایک ہفتہ مسلسل اس عذاب میں گرفتار رہے پھر آخر راہ راست اختیار کرنے کے بڑے پکے وعدے کئے تو یہ عذاب ان سے دور ہوا۔

قرآن کریم اس کا سبب بھی وہی بتارہا ہے کہ احکام الٰہی سے سرتابی، قبول حق سے انکار اپنانا۔

تیسرا سیلاب ملک یمن میں قوم سبا پر عذاب بن کر مسلط ہوا جس کا ذکر سورۂ سبا میں ہے، اس کو قرآن کریم سیل عرم یعنی بند اور ڈیم کا سیلاب فرمارہا ہے کہ جو ذخیرہ آب ڈیم کے ذریعہ محفوظ کر کے ملک وقوم کی ترقی وخوشحالی اور راحت وآرام کے لئے رکھا گیا تھا اس قوم کی ناشکری سرکشی اور سرتابی کی سزا بھی اس ذخیرۂ آب سے دی گئی کہ بند کو توڑ کر وہ تمام پانی باہر نکالا اور تمام آبادیوں، کھیتوں، باغوں اور زمینوں کو تہس نہس کرتا ہوا گزر گیا، اب نہ زمین کی زرخیزی باقی رہی نہ سکونت کی جگہ، جگہ جگہ جھاڑ جھنکاڑ اور جنگل درخت نمودار ہوگئے اس کے بعد سے آج تک یہ جگہ آباد نہ ہوسکی، قرآن کریم نہایت واضح الفاظ میں اس تباہی وبدحالی کا سبب ان کی ناشکری کو قرار دے رہا ہے۔ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا .... یعنی ہم نے ان کو ان کی ناشکری کی یہ سزا دی پھر ضابطہ خداوندی بیان کیا، وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ..... یعنی ہم تو بڑے ناشکروں کو ہی سزا دیتے ہیں۔

قرآن کریم نے عذاب طوفان کے حسب ذیل اسباب بیان فرمائے: (۱) سرکشی وتکبر، (۲) حق قبول کرنے سے انکار اور اس انکار پر ڈٹے رہنا، (۳) ناشکری اور کفران نعمت، (۴) جرم وگناہ کو اپنی عادت بنالینا، اب ہمیں اپنی حالت کا جائزہ لے کر خود فیصلہ کرنا چاہئے کہ یہ اسباب کم وبیش ہمارے اندر موجود ہیں یا نہیں؟ پھر فلاح وبہبود کی توقع کیسے کی جائے؟

۲:... قیام ملک کے وقت زمین سیم وتھور سے نا آشنا تھی وقت پر عموماً بارش ہوتی، ہر جگہ سرسبزی اور زرخیزی کے مناظر پیش کرتی، امیدوں سے زیادہ پیداوار ہوتی جو دوسرے ممالک کو برآمد کر کے تجارتی ساکھ کا سبب بنتی، گویا زمین اپنے خزانے اگل رہی تھی لیکن چند سالوں کے بعد نقشہ ہی دوسرا ہونے لگا، سیم اور تھور نے زمینوں کو بنجر اور ناکارہ بنانا شروع کردیا، پیداوار گھٹتے گھٹتے اتنی رہ گئی کہ قحط کا اندیشہ ہونے لگا، اور اب قوت لایموت کے لئے غیروں بلکہ اسلام کے دشمنوں کے سامنے کاسۂ گدائی پھیلانے لگے۔

بارشیں یا تو موقوف ہوئیں یا اتنی کثرت سے کہ فصلیں تباہ ہونے لگیں، یہ قہر کیوں نازل ہوا، بس اپنے اعمال بد کے نتیجے میں ہم نے وہ وہ نافرمانیاں کیں جن کا لازمی نتیجہ یہی تھا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب ناپ تول میں کمی کرنے کا رواج عام ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر قحط کو مسلط فرمادیتے ہیں اور وہ لوگ اپنے حکام کے ظلم کا نشانہ بنتے ہیں، غور کیجئے کہ کیا ہمارے معاشرہ میں یہ نافرمانی عام نہیں ہے، اس نافرمانی کا ردعمل بصورت قحط سامنے آتا ہے، خواہ اس قحط کے اسباب کچھ ہی ہوں، زمین بنجر ہوجائے یا سیم وتھور کی زد میں آجائے یا بارش سے فصلیں تباہ ہوجائیں یا ذخیرہ اندوزی اور اسمگلنگ کی وجہ سے ملک کو کھوکھلا کردیا جائے، یہ تمام قحط کی صورتیں ہیں اس طرح حاکموں کے ظلم وستم کو بھی اس برے عمل کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔

۳:... زلزلہ بھی اسی قہر خداوندی میں سے ہے۔ (بشکریہ ماہنامہ البلاغ کراچی، ذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ)

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی

سیرتِ پاک کے چند روشن ابواب

قسط:۲۱

حافظ محمود راجا، سجاول

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو شیطان نے اپنے لشکروں کو حالات کی تحقیق کے لئے بھیجا، انہوں نے بڑے شیطان کو بتایا کہ ایک نبی آخر الزماں (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت ہوئی ہے جو کہ خاتم النبیین ہیں اور ان کی بہت بڑی امت ہے تو اس نے پوچھا کیا اس امت میں دنیا کی محبت بھی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہے، بڑے شیطان نے کہا کہ اس کا رنج نہیں ہے کہ وہ بت پرستی نہ کریں میں تین چیزیں ان پر مسلط کردوں گا، (۱) ناجائز طریقہ سے کمانا، (۲) ناجائز طریقہ پر خرچ کرنا، (۳) اور جہاں واقعی خرچ کا محل ہو وہاں خرچ نہ کرنا۔ (فضائل صدقات)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے آدمی کے اندر تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اس کے ذمہ ضروری ہے کہ ہر جوڑ کی طرف سے (اس کی سلامتی کے شکرانے میں) روزانہ ایک صدقہ ادا کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اتنے صدقات (یعنی تین سو ساٹھ) روزانہ ادا کرنے کی کس کو طاقت ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں تھوک وغیرہ پڑا ہوا ہو اس پر مٹی وغیرہ ڈال دینا (صاف کردینا) صدقہ کا (ثواب رکھتا) ہے، راستہ سے کسی تکلیف دینے والی چیز کا ہٹادینا صدقہ ہے، چاشت کی نماز ان سب صدقوں کے برابر ہوسکتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

دوسری حدیث میں ان چیزوں کی اور بھی مثالیں بیان فرمائی ہیں، جس میں ارشاد ہے کہ کسی کو سلام کرنا بھی صدقہ ہے۔ اچھے کام کا حکم کرنا، برے کام سے منع کرنا بھی صدقہ ہے اور بیوی سے صحبت کرنا بھی صدقہ ہے اور ان سب کے قائم مقام دو رکعت چاشت کی نماز ہے کہ وہ سارے جوڑوں کی طرف سے صدقہ ادا ہوجاتا ہے، صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک شخص اپنی شہوت پوری کرتا ہے یہ بھی صدقہ ہو جائے گا؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ اپنی شہوت ناجائز طریقے سے پوری کرتا تو گناہ نہ ہوتا؟ (اس طرح حلال میں صدقہ ہے)۔ (ابوداؤد)

یعنی جب حرام کاری گناہ ہے تو اس سے بچنے کی نیت سے بیوی سے صحبت یقیناً ثواب کی چیز ہے۔ اسی طرح کھانا، پینا، سونا، پہننا، سب چیزیں عبادتیں ہیں بشرطیکہ واقعی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ارادہ سے ہوں۔

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ آدمی بوڑھا ہوتا رہتا ہے اور دو چیزیں اس میں جوان ہوتی رہتی ہیں، ایک مال کی حرص، دوسری زیادہ عمر ہونے کی حرص۔ (مشکوٰۃ)

زیادہ عمر ہونے کی حرص بھی وہی امیدوں کا طویل ہونا ہے کہ وہ مرنے کے قریب ہوتا جارہا ہے لیکن مرنے کی تیاری کے بجائے دنیا میں ہمیشہ رہنے کی تیاریوں میں مشغول رہتا ہے، ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال دے کر سمجھانے کے طور پر ایک مربع چورس (چار لکیروں والی) شکل کھینچی اور اس کے درمیان میں ایک دوسری لکیر کھینچی جو اس مربع شکل سے آگے نکلتی چلی گئی، پھر مربع شکل میں چھوٹی چھوٹی لکیریں بنائیں جن کی صورت علماء کرام نے مختلف لکھی ہے مجملہ ان کے یہ صورت واضح ہے، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ درمیانی لکیر تو آدمی ہے جو لکیر مربع اس کو چاروں طرف سے گھیر رہی ہے وہ اس کی موت ہے کہ آدمی اس سے نکل ہی نہیں سکتا اور جو لکیر باہر نکل رہی ہے وہ اس کی امیدیں ہیں کہ اپنی زندگی سے بھی آگے کی لو لگائے بیٹھا ہے اور چھوٹی چھوٹی لکیریں دونوں طرف سے گھیر رہی ہیں وہ اس کی بیماریاں، حوادث، پریشانیاں وغیرہ ہیں، جو کہ اس کی طرف متوجہ ہیں، ہر ایک چھوٹی لکیر ایک آفت ہے اگر ایک سے بچ جائے تو دوسری مسلط ہے اور موت کے اندر تو گھرا ہوا ہے کہ وہ تو چاروں طرف سے اس کو گھیرے ہوئے ہے، لیکن امید کی لکیر موت سے بھی آگے نکلی ہوئی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک کے پیچھے کے حصہ پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ یہ تو آدمی کی موت ہے جو کہ اس کے سر پر ہر وقت سوار ہے اور دوسرے ہاتھ کو دور تک پھیلا کر فرمایا کہ یہ دور تک اس کی امیدیں جارہی ہیں۔ ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی

اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ اس امت کی بھلائی کی ابتدا آخرت کے یقین اور دنیا سے بے رغبتی کے ساتھ ہوئی ہے اور اس کے فساد کی ابتدا مال کے بخل اور امیدوں کی لمبائی سے ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس امت کے ابتدائی حصہ نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ یقین اور دنیا سے بے رغبتی کے ساتھ نجات پائی اور اس کے آخری حصہ کی ہلاکت بخل اور امیدوں کی وجہ سے ہے۔ (ترغیب)

ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ لوگ تمہارے (مسلمانوں کے) کھا جانے کے واسطے ایک دوسرے کو اس طرح دعوت دیں گے۔ جیسا کہ دسترخوان پر بیٹھنے والا دوسرے کی تواضع کرتا ہے، (کہ ہر قوم دوسروں کو اس کی ترغیب اور دعوت دے گی کہ ان مسلمانوں کو کسی طرح پہلے ہلاک کردو) صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اس وقت ہم مسلمانوں کی تعداد بہت ہی کم ہوگی؟ (جس کی وجہ سے کافروں کے یہ حوصلہ ہوں گے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، تمہاری تعداد اس زمانہ میں بہت زیادہ ہوگی، لیکن تم لوگ اس زمانہ میں سیلاب کے جھاگ کی طرح (بالکل بے جان) ہوگے اور تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا خوف جاتا رہے گا اور تمہارے اپنے دلوں میں وہن پیدا ہو جائے گی۔ صحابہ کرامؓ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہن کیا چیز ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کی محبت اور آخرت سے ڈرنا۔ (مشکوٰۃ)

امّ ولیدؓ، حضرت عمرؓ کی صاحبزادی فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شام کے وقت اندر سے باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو شرم نہیں آتی؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بات ہوئی؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اتنی مقدار جمع کرتے ہو جتنا کھاتے نہیں ہو، اتنے مکانات بنالیتے ہو جن میں رہتے بھی نہیں ہو، اور ایسی امید باندھ لیتے ہو جن کو پوری بھی نہیں کرسکتے، کیا ان باتوں سے تم شرماتے نہیں ہو؟ (ترغیب)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ منبر پر تشریف فرما تھے اور مجمع سامنے حلقہ بنائے ہوئے بیٹھا تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ شانہٗ سے ایسی شرم کروجیسا کہ اس سے شرم کرنے کا حق ہے۔ صحابہ کرامؓ عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ شانہٗ سے تو ہم حیا کرتے ہی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے اللہ تعالیٰ شانہٗ سے حیا کرے، اس کے لئے ضروری ہے کہ کوئی رات اس پر ایسی نہ گزرے کہ اس کی موت اس کی آنکھوں کے سامنے نہ ہو اور اس کے لئے ضروری ہے کہ موت کو یاد رکھے اور اپنی بوسیدگی کو (کہ مرنے کے بعد یہ بدن سارا کا سارا شکستہ ہوکر خاک ہوجائے گا) اور ضروری ہے کہ دنیا کی زینت کو چھوڑ دے۔ (ترغیب)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو صحابہ کرامؓ ہنس رہے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لذتوں کو توڑ دینے والی چیز کو کثرت سے یاد رکھا کرو، اس کو جو شخص فراخی میں یاد کرتا ہے اس پر یہ تنگی کرتی ہے اور جو تنگی میں اس کو یاد کرتا ہے اس پر فراخی کرتی ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ تشریف لائے تو بعض لوگوں کے ہنسی کی وجہ سے دانت کھل رہے تھے، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم لذتوں کو توڑنے والی موت کو کثرت سے یاد کرتے تو وہ ان چیزوں میں مشغول ہونے سے روک دیتی، جس سے ہنسی آئی، ہر شخص کی قبر روزانہ اعلان کرتی ہے کہ میں بالکل تنہائی کا گھر ہوں میں سب سے علیحدہ رہنے کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں، جب نیک مومن دفن ہوتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے کہ تیرا آنا مبارک ہے، تیرے آنے سے بڑی خوشی ہوئی، جتنے لوگ میری پشت پر چلتے تھے ان میں تو مجھے بہت پسند تھا، آج تو میری ماتحتی میں آیا ہے تو میں اپنا طرز عمل تجھ کو دکھاؤں گی اس کے بعد وہ اتنی وسیع ہوجاتی ہے جہاں تک مردے کی نظر جائے وہاں تک زمین کھل جاتی ہے اور ایک کھڑکی جنت میں کھل جاتی ہے (جس سے وہاں کی خوشبو، ہوائیں وغیرہ آتی رہتی ہیں) اور جب کوئی بدکردار یا کافر دفن ہوتا ہے تو زمین اس سے کہتی ہے کہ تیرا آنا نامبارک ہے، تیرے آنے سے بہت ہی برا ہوا، جتنے لوگ میری پشت پر چلتے تھے تو ان سے مجھے بہت ہی برا لگتا تھا، آج تو میری ماتحتی میں آیا ہے تو میں اپنا طرز عمل تجھے دکھاؤں گی وہ کہہ کر وہ ایسے ملتی ہے۔ (یعنی اس کو بھینچتی ہے) کہ مردہ کی ہڈیاں پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، حضور اقدس ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر فرمایا کہ اس طرح ہڈیاں، پسلیاں ایک جانب کی دوسری جانب میں گھس جاتی ہیں اور ستر اژدھا اس کو ڈسنا شروع کر دیتے ہیں وہ ایسے زہریلے ہوتے ہیں کہ ان میں سے ایک بھی زمین کے اوپر پھونک مار دے تو قیامت تک زمین پر گھاس اگنا بند ہوجائے، یہ سب کے سب قیامت تک اس کو کاٹتے رہیں گے۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (فضائل صدقات) (جاری ہے)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

خطبۂ جمعہ اُچ شریف: اُچ شریف اہل دل کا مرکز رہا ہے۔ ہمارے سلسلہ قادریہ راشدیہ کے آٹھ نو مشائخ یہاں مدفون ہیں۔ اُچ شریف میں مولانا محمد ابراہیم مدظلہ نے جامعہ خلفائے راشدین کے نام سے بنین و بنات کے مدارس قائم کئے ہوئے ہیں۔ موٹروے کے قریب مدرسہ میں دو سو سے زائد مسافر طلبا حفظ و ناظرہ اور تجوید و قرأت کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بنین میں کتب کے ابتدائی درجات کام کر رہے ہیں، جبکہ بنات میں دورۂ حدیث شریف تک تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ موصوف بنین و بنات میں خود بھی سبق پڑھاتے ہیں۔ دیگر اساتذہ کرام بھی تعلیم و تعلم کے سلسلہ میں معاون کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ۱۱ر جون ۲۰۲۱ء جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے جامعہ خلفائے راشدین کی جامع مسجد میں دیا۔

مولانا فضل الرحمن درخواستی اور مولانا سیف اللہ سے تعزیت: جامعہ مخزن العلوم خان پور کے مدیر اعلیٰ حضرت مولانا فضل الرحمن درخواستی مدظلہ کے ہم زلف، عزیزم مولانا سیف اللہ کے والد گرامی حکیم مولوی عبداللہؒ کی تعزیت کے لئے جامعہ مخزن العلوم حاضری ہوئی اور ۱۱ر جون مغرب کی نماز مولانا فضل الرحمن درخواستی کے ساتھ جامعہ مخزن العلوم میں ادا کی، مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی اور صاحبزادہ مولانا فضل الرحمن درخواستی مدظلہ سے دعائیں لیں۔

دین پور شریف میں حاضری: دین پور شریف اہل حق کی معروف درگاہ اور خانقاہ ہے، جس کے بانی سلسلۂ قادریہ راشدیہ کے معروف شیخ طریقت حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ تھے۔ حضرت خلیفہ صاحب کے والد گرامی صالح اور نیک سیرت زمیندار تھے، جھنگ مگھیانہ کے رہنے والے گندم کے موسم میں جب گندم اٹھائی جارہی تھی تو علاقہ کے غریب اور فقرا بھی موجود تھے۔ حضرت خلیفہ صاحبؒ کے والد گرامی نے اپنے بھائیوں اور بیٹوں سے فرمایا کہ پہلے غریب اور فقیر لوگوں کو دو پھر آپس میں تقسیم کرو۔ انہوں نے سنی اَن سنی کردی، جس سے حضرت میاں صاحب کو بہت صدمہ ہوا، بچوں کو لے کر پیدل سفر حج کے لئے روانہ ہوگئے۔ رحیم یار خان کے علاقہ بستی مولویاں کے قریب ان کا انتقال ہوا۔ بستی مولویاں میں کئی سو سال سے ایک دینی ادارہ قائم ہے۔ حضرت میاں صاحب کو اس مدرسہ میں داخل کیا گیا۔ والدہ محترمہ نے بڑی محنتوں اور قربانیوں سے انہیں پالا پوسا اور جوان کیا کسی کو کیا معلوم یہ یتیم آگے چل کر دریتیم ثابت ہوگا۔ آپ نے تعلیم کے حصول کے بعد سکھر کے علاقہ کی ایک عظیم درگاہ بھرچونڈی میں وقت کے عظیم شیخ حضرت حافظ محمد صدیقؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت سے نوازے گئے اور حضرت خلیفہ غلام محمدؒ کے نام سے معروف ہوئے۔ آپ نے خان پور کے قریب جنگل میں جو وحشی درندوں اور جنگلی جانوروں کا گھر تھا، وہاں قادریہ راشدیہ طریقہ کی درگاہ قائم کی۔ جہاں بڑے بڑے صاحبان علم نے اللہ، اللہ سیکھنے کے لئے اپنے اوقات کو قیمتی بنایا۔ جنگل کے درختوں کو کاٹ کاٹ کر ایک خام پختہ مسجد اور اس کے ساتھ رہائش گاہ اور اللہ، اللہ سیکھنے والے درویشوں کے نیم پختہ کمرے بنوائے۔ جہاں امام الہند حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، مورخ اسلام مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ فیضیاب ہوئے۔ دین پور کی یہ نیم پختہ درگاہ صرف اللہ، اللہ سیکھنے کی تربیتی درگاہ نہیں تھی، بلکہ آزادیٔ ہند کی چھاؤنی اور تحریک ریشمی رومال کا مرکز بھی تھی۔

حضرت خلیفہ صاحبؒ کے فرزند ارجمند حضرت اقدس قطب الارشاد میاں عبدالہادی دین پوریؒ آپ کے جانشین بنائے گئے، انہوں نے اپنے والد محترم کی قائم کردہ درگاہ کو چار چاند لگائے اور درگاہ کو دینی تحریکوں کا مرکز بنادیا۔ جہاں امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت الامام سندھیؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ بارہا تشریف لائے۔ حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کی مادر علمی بھی یہی درگاہ تھی اور یہیں آرام فرما ہیں۔ ہمارے حضرت مولانا لال حسین اخترؒ اور کئی ایک علماء، فضلاء، مشائخ یہاں آرام

فرما ہیں۔ راقم نے وہ مناظر دیکھے کہ دین پور شریف کو علماء ومشائخ پروانہ وار قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرما رہے ہیں۔ راقم ۱۹۷۷ء میں جب مبلغ بن کر رحیم یار خان آیا تو حضرت والا کی خدمت میں حاضری دی اور بیعت کی درخواست کی تو فرمایا کہ ''پہلے کس سے بیعت تھی'' تو راقم نے حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کے متعلق عرض کیا تو اپنے متعلق اتنے عاجزانہ جملے ارشاد فرمائے کہ میرے جیسا آپ کا خادم ومرید اسے سپرد قلم نہیں کرسکتا۔ حضرت میاں عبدالہادیؒ کے انتقال کے بعد آپ کے فرزند اکبر حضرت میاں سراج احمد دین پوریؒ جانشین بنائے گئے۔ موخرالذکر بہت ذاکر وشاغل آدمی تھے۔ انہوں نے اپنی ولایت کو گپ شپ میں چھپایا ہوا تھا۔ اکثر وبیشتر انہیں ذکر میں مشغول دیکھا۔ موخرالذکر کے بعد میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم جانشین بنائے گئے۔ آپ نے اپنے آباؤاجداد کی اس عظیم امانت کو آگے بڑھانے کی بھرپور کوشش کی۔ الحمدللہ! آج دین پور شریف کی روحانی رونقیں اسی طرح بحال ہیں۔ عشاء کی نماز سے قبل ہر روز قادری سلسلہ کے مطابق ذکر ہوتا ہے اور مسجد وخانقاہ کے درودیوار اللہ، اللہ کی صداؤں اور آوازوں سے مہک رہے ہوتے ہیں۔ راقم بھی ۱۱رجون عشاء کی نماز اور ذکر میں شامل ہوا۔ حضرت سائیں کے حکم کے مطابق سائیں کے پوتے حضرت میاں عزیر احمد سلمہ نے مدرسہ میں قیام وآرام کا انتظام فرمادیا۔ صبح کی نماز سائیں کے ساتھ ادا کی۔ درود پاک کی محفل میں شرکت کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ چائے کی ضیافت کے بعد سندھ کے سفر کے لئے روانہ ہوئے۔

جامع الفاروق میں بیان: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے ناظم مولانا عبداللطیف اشرفی مدظلہ کے والد محترم چندروز پہلے انتقال فرماگئے۔ سکھر میں آنے کے بعد پہلا پروگرام ان کی مسجد جامع الفاروق میں ۱۲رجون عصر کی نماز کے بعد ''عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت'' پر بیان ہوا۔ بیان کے آخر میں مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔ نیز انہوں نے راقم کے فرزندان گرامی مولانا ابوبکر صدیقؒ اور نعمان شہزادؒ کے لئے مغفرت کی دعا کرائی۔

دارالعلوم سکھر میں بیان: دارالعلوم سکھر کے بانی حضرت مولانا نذیر احمد مدظلہ ہیں جو قریب ہی عثمانیہ مسجد میں درس دیتے تھے۔ قرآن پاک کے درس سے سینکڑوں لوگ استفادہ کرتے نیز مسجد سے ملحقہ حجرہ میں درجہ کتب کا آغاز کیا۔ اللہ پاک نے ترقی سے سرفراز فرمایا۔ وسیع وعریض رقبہ پر سندھی ذوق (سادگی) سے ہٹ کر خوبصورت عمارت تعمیر کی اور مدرسہ کا آغاز کیا۔ دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق میں سینکڑوں طلبا کرام زیر تعلیم ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے ذمہ داروں میں سے ہیں۔ ۱۳رجون ۱۱سے ۱۲ بجے تک عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے علماء و مشائخ کی عظیم الشان خدمات اور ہماری ذمہ داری کے عنوان پر بیان ہوا۔

گھوٹکی میں ختم نبوت کانفرنس: مغرب کی نماز کے بعد گھوٹکی کے مضافات میں عبداللہ لکھن گوٹھ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت گھوٹکی مجلس کے امیر مولانا سیّد نور محمد شاہ اور تلاوت کی سعادت قاری اعجاز احمد لکھن نے کی۔ نعت علی محمد سنگھڑ نے پیش کی۔ کانفرنس سے پیر شریف خانقاہ کے چشم و چراغ مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی، مولانا محمد حسین ناصر اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مدرسہ فیض العلوم للبنین والبنات کی جامع مسجد میں منعقد ہوئی۔ مدرسہ کے بانی جناب حاجی فیض محمد مدظلہ ہیں۔ گھوٹکی کا یونٹ مضبوط لوگوں پر مشتمل ہے: سرپرست اعلیٰ: سیّد کلیم اللہ شاہ، سرپرست: مولانا خالد حسین الحسینی، امیر: مولانا سیّد نور محمد شاہ، ناظم اعلیٰ: مولانا محمد یوسف شیخ، خازن: حاجی نور محمد سانگی، ناظم نشرواشاعت: قاری عبدالباسط۔

اس گوٹھ میں پہلی مرتبہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں قادیانیوں کے کفریہ عقائد، ''قادیانی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں'' ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء کی تحریکوں پر روشنی ڈالی گئی اور توہین رسالت کے خلاف قانون کے خاتمہ سے متعلق یورپی یونین کی قرارداد کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کے مترادف قرار دیا اور قرارداد اور یورپی یونین کے مطالبہ کے فوراً بعد گوجرہ کیس کے مجرموں کی رہائی کو دباؤ کا نتیجہ قرار دیا گیا اور ناموس رسالت کے تحفظ کے قانون کی حفاظت کا عہد کیا گیا۔

جامعہ اشرفیہ سکھر میں درس: جامعہ اشرفیہ سکھر کے بانی مولانا محمد احمد تھانویؒ تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد اسعد تھانوی مدظلہ مہتمم بنائے گئے۔ اس ادارہ کے ایک عرصہ مولانا قاری خلیل احمد بندھانیؒ ناظم اعلیٰ رہے۔ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے ممبر اور سکھر مجلس کے روح رواں رہے۔ قاری خلیل احمد بندھانیؒ کی وفات کے بعد ان

کے فرزند ارجمند قاری جمیل احمد بندھانی جامعہ کے ناظم اعلیٰ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے امیر بنائے گئے۔ جامعہ کے طلبا اور اساتذہ کرام سے امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کے خروج کے عنوان پر درس ہوا۔ جس میں طلبا کو ان مسائل پر گویا سبق پڑھایا گیا۔

مولانا سعود افضل ہالیجوی سے تعزیت: جامعہ مظہر العلوم حمادیہ منزل گاہ کے سابق مہتمم ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد مراد ہالیجویؒ کی بیوہ اور موجودہ مہتمم مولانا سعود افضل ہالیجوی مدظلہ کی والدہ محترمہ کا ۲۷رمئی کو انتقال ہوا۔ راقم نے مولانا محمد حسین ناصر کی معیت میں منزل گاہ میں حاضری مولانا سعود افضل اور ان کے بھائی سے تعزیت کا اظہار کیا اور مرحومہ کی مغفرت کی دعا کی۔

مرکزی جامع مسجد میں بیان: سکھر کی مرکزی مسجد بندر روڈ میں ہمارے مخدوم مولانا قاری خلیل احمد بندھانیؒ ایک عرصہ تک گرجتے برستے رہے۔ موصوف صاحب طرز خطیب تھے، ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند قاری جمیل احمد بندھانی حفظہ اللہ مرکزی مسجد کے خطیب مقرر کئے گئے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے امیر بھی ہیں۔ ان کی دعوت پر ۱۴رجون بعد نماز عشاء جامع مسجد میں درس ہوا، جس میں بیسیوں حضرات نے شرکت کی۔

مدینۃ العلوم روہڑی میں طلبا و اساتذہ سے خطاب: مدینۃ العلوم روہڑی کے بانی مولانا حاجی قاری امیر الدین مدظلہ ہیں۔ ۱۹۸۵ میں مدرسہ کی بنیاد رکھی اور ۱۹۸۸ء میں مدرسہ رجسٹرڈ ہوا۔ ہالیجی شریف کی عظیم درگاہ کے سجادہ نشین حضرت اقدس مولانا سائیں عبدالصمد ہالیجوی دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی میں یہ ادارہ ترقی کے منازل طے کر رہا ہے۔ موقوف علیہ تک کتب کی تعلیم ہوتی ہے۔ سات اساتذہ کرام کی نگرانی میں ۸۵ طلبا تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ۱۵رجون عصر کی نماز کے بعد ''طلبا اور اساتذہ کرام کی ذمہ داری'' کے عنوان پر مولانا محمد حسین ناصر اور راقم کے بیانات ہوئے۔

جامع مسجد اقصیٰ نواں گوٹھ میں درس: جامع مسجد اقصیٰ نواں گوٹھ کے خطیب مولانا مفتی محمد یاسین مدظلہ میرے بیٹے مولانا ابوبکر صدیقؒ کے رفیق درس ہیں۔ جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا میں دو سال اکٹھے پڑھتے رہے۔ ان کی دعوت پر عشاء کی نماز کے بعد ''اوصاف نبوت'' پر بیان ہوا، کیونکہ مسجد میں تعلیمی سلسلہ بھی جاری ہے۔ موقوف علیہ تک تعلیم ہوتی ہے، تو اس عنوان پر بیان کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ دیر تک قاری ابوبکر صدیقؒ کا تذکرہ ہوتا رہا۔ اللہ پاک موصوف کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔

لاڑکانہ ڈویژن کا چار روزہ دورہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ادارہ جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے فاضل مولانا ظفر اللہ سندھی سلمہ باہمت نوجوان ہیں۔ حضرت اقدس سائیں عبدالمجیب قریشی مدظلہ کی سرپرستی میں لاڑکانہ ڈویژن کے طول وعرض میں عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت وترجمانی میں دن رات مصروف رہتے ہیں۔ ان کی دعوت پر چار روزہ تبلیغی دورہ پر حاضری ہوئی۔

مدرسہ شمس الہدیٰ میں ختم نبوت کنونشن: پلیجہ پنور گڑھی یاسین ضلع شکارپور میں قادیانیوں نے ایک سازش کے تحت ایک خاتون کا نام ووٹر لسٹوں میں قادیانی لسٹ میں تحریر کرادیا۔ اس کے بیٹے بھائی عالم، حافظ وقاری ہیں۔ اس مسئلہ پر غور وفکر کرنے کے لئے ۱۶رجون کو پلیجہ پنور کے مدرسہ شمس الہدیٰ میں ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا، جس میں تلاوت ونعت کے بعد کئی ایک سندھی زبان بولنے والے علماء کرام، درگاہ امروٹ شریف کے چشم وچراغ مولانا لطف اللہ امروٹی کے بیانات کے بعد ڈویژنل مبلغ مولانا ظفر اللہ سندھی سلمہ کے بعد راقم کا بیان ہوا۔ راقم نے تجویز پیش کی کہ الیکشن کمیشن کے ادارہ میں محترمہ کی طرف سے تصحیح کی درخواست دی جائے۔ جس ٹیچر نے یہ لسٹ تیار کی ہے۔ اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ اس سلسلہ میں جمعیت علماء اسلام کی ضلعی اور مقامی قیادت اپنا کردار ادا کرے۔ مدرسہ شمس الہدیٰ اس گوٹھ میں قدیمی ادارہ ہے، جس کی بنیاد مولانا شمس الدین کے دادا مولانا محمد حسینؒ نے تقریباً ایک صدی پہلے رکھی۔ اب ادارہ کا اہتمام مولانا عزیز احمد پنور نے سنبھالا ہوا ہے، جس میں ۴۰ مسافر طلبا کے علاوہ کئی ایک مقامی بچے بھی زیر تعلیم ہیں۔ پروگرام صبح نو بجے سے بارہ بجے تک جاری رہا۔

مدینہ مسجد مدیجی میں جلسہ: ۱۶رجون بعد نماز مغرب مدینہ مسجد مدیجی میں حاجی خادم حسین کی صدارت میں جلسہ ہوا، جس سے ڈویژنل مبلغ مولانا ظفر اللہ سندھی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔

تحفظ ختم نبوت کنونشن: ۱۷رجون صبح دس سے دو بجے تک دارالعلوم کریمیہ قمبر میں تحفظ ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا، جس کی صدارت حضرت مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی مدظلہ نے کی،

تلاوت جامعہ کے طالب علم قاری احمد الرحمٰن کلہوڑو اور قاری ولی اللہ میمن نے کی۔

مقررین شیخ الحدیث مولانا میر حسن الحسنی، محمد مصطفیٰ پیر شریف، مولانا محمد صدیق، مولانا مسعود احمد سومرو، مولانا سائیں عطاء اللہ امیر جمعیت علماء اسلام ضلع قمبر، مولانا عزیز گل جاگیرانی، مولانا ظفر اللہ سندھی، محمد اسماعیل شجاع آبادی اور سائیں عبدالمجیب قریشی مدظلہ کے بیانات ہوئے۔ کنونشن میں سینکڑوں علماء اور عوام نے شرکت کی۔ مولانا عبدالناصر قریشی، مولانا لطف اللہ میمن، مولانا عبدالقادر، جناب مجاہد علی، حاجی عبدالحئی بروہی، عبدالغفار بروہی، مولانا عبدالناصر قریشی، مولانا عبدالباسط چنہ نے کنونشن کی کامیابی کے لئے بھرپور محنت کی۔ مدرسہ دارالعلوم کریمیہ کی بنیاد مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی مدظلہ نے رکھی۔ مدرسہ میں ۱۳۰ طلبا کرام، ۱۰ اساتذہ کرام کی نگرانی میں زیر تعلیم ہیں۔ سائیں عبدالمجیب قریشی مدظلہ کے دو بیٹے ہیں اور دونوں عالم دین ہیں۔

میروخاں میں جلسہ: مولانا منیر احمد پنور بہادر عالم دین ہیں۔ جن کی مساعی جمیلہ سے مرشد الموحدین مولانا عبدالکریم قریشی نور اللہ مرقدہ نے مدرسہ فیض القرآن والحدیث کی بنیاد ۱۹۹۵ء میں رکھی، جس کا آغاز ایک خیمہ سے ہوا۔ ۲؍دسمبر ۱۹۹۵ء کو مولانا سعید احمد جانڈیو، مولانا عبدالقادر بروہی، مولانا عبدالقادر تونیہ، حاجی ہدایت اللہ تونیہ نے تین کمروں کی بنیاد رکھی۔ بعض بدباطن افسروں نے رات کی تاریکی میں ان کمروں کو گرادیا، جس پر اہل سندھ نے بھرپور احتجاج کیا۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم نے میرو شہر تشریف لاکر مدرسہ کی نشاۃ ثانیہ کی بنیاد خود رکھی۔ اس وقت گیارہ اساتذہ کرام کی نگرانی میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق میں سینکڑوں طلبا زیر تعلیم ہیں۔ مولانا منیر احمد پنور کی نگرانی میں ۱۷؍جون کو عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد میں جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد ڈویژنل مبلغ مولانا ظفر اللہ سندھی اور راقم کے بیانات ہوئے۔

خطبۂ جمعہ: ۱۸؍جون جمعۃ المبارک کا خطبہ جامعہ اسلامیہ دودائی روڈ لاڑکانہ کی جامع مسجد میں ہوا۔ جامعہ اسلامیہ کے بانی مولانا علی محمد حقانیؒ تھے، جنہوں نے آج سے ساٹھ سال پہلے جامعہ کی بنیاد رکھی اور تاحیات ادارہ کی آبیاری فرماتے رہے۔ اللہ پاک کے فضل وکرم سے آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہید نے اسے مزید ترقی دی۔ اس وقت دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق میں سینکڑوں طلبا زیر تعلیم ہیں۔ ڈاکٹر خالد محمود سومرو سریلے خطیب تھے اور ان کی خطابت پُرمغز اور نظریاتی ہوتی تھی۔ جمعیت طلبا اسلام کے پلیٹ فارم سے ان کی اٹھائی ہوئی۔ خانقاہ امروٹ شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا محمد شاہ امروٹیؒ سے سیاسی تربیت لی اور دیکھتے ہی دیکھتے سندھ کی سیاست پر چھاگئے اور جمعیت علماء اسلام کے صوبائی ناظم اعلیٰ بنادیے گئے۔ ان کی حق گوئی وبے باکی دشمنانِ دین کو پسند نہ آئی اور انہیں صبح کی نماز کے وقت ۲۹؍نومبر ۲۰۱۴ء کو شہید کردیا گیا۔ ان کی شہادت کے بعد ان کے فرزند اکبر مولانا راشد محمود سومرو مدرسہ اور جماعت میں ان کے جانشین بنادیے گئے۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے جمعیت کا کام جہاں چھوڑا تھا، مولانا راشد محمود نے اسے آگے بڑھایا ان کو اللہ پاک نے پانچ بیٹے عطا فرمائے جو سب کے سب عالم دین، حافظ وقاری ہیں، پچھلے دنوں مولانا راشد محمود سومرو کے سسر انتقال فرماگئے تو راقم نے ۱۷؍جون کو ان کی تعزیت کے لئے حاضری دی وہ سفر پر تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی مولانا طاہر محمود سومرو سلمہ سے ملاقات ہوئی اور تعزیت کا اظہار کیا۔ مولانا راشد محمود سومرو کی عدم موجودگی میں راقم نے ”عقیدۂ ختم نبوت اور تحریک ختم نبوت کے تدریجی مراحل“ پر بیان کیا۔ عربی خطبہ اور نماز جمعہ کی امامت مولانا طاہر محمود سومرو نے کی۔

مولانا مسعود احمد سومرو: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاڑکانہ کے امیر ہیں۔ صوفی منش انسان ہیں۔ قدیم مدرسہ کو انہوں نے سنبھالا ہوا ہے، جس میں کثیر تعداد میں بچے زیر تعلیم ہیں، ان کے حکم پر ان کے مدرسہ میں حاضری دی اور ان سے دعائیں لیں۔

رتوڈیرو: میں حافظ محمد ابوبکر کی اوطاق میں حاضری دی اور ان سے ان کے چچا مولانا صدرالدین سومروؒ کی وفات پر تعزیت کی اور مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ مولانا صدرالدین سومروؒ حضرت لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا محمد حسنؒ شاہ پور چاکر کے خلیفہ مجاز تھے۔ رتوڈیرو مردم خیز علاقہ ہے، چار پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو شہیدؒ، محترمہ بے نظیر بھٹو شہید، میر غلام مرتضیٰ بھٹو مرحوم کے مزارات ہیں۔ مولانا عبدالکریم سندھیؒ اسی علاقہ کے رہنے والے تھے۔ جنہوں نے بیضاوی شریف پر حاشیہ لکھا۔ حضرت بالیجویؒ کے تلمیذ رشید مولانا عبدالعزیز بانڈویؒ بھی اسی علاقہ کے باسیوں میں تھے۔

جناب حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو بھی لاڑکانہ کے علاقہ کے ہی تھے۔ مولانا عبدالکریم کورائی اور حضرت شاہ تاج محمودؒ امروٹی کے خلیفہ اسی علاقہ سے تھے۔ رئیس الواعظین حضرت مولانا محمد عبداللہ چانڈیوؒ حضرت مولانا سائیں عبدالکریم قریشیؒ بیر شریف کے استاذ محترم تھے۔ حافظ محمد ابوبکر سلمہ کی اوطاق (حجرہ، بیٹھک) اہل حق کا قدیمی مرکز ہے۔ بڑے بڑے اکابر علماء کرام نے یہاں قدم رنجہ فرمایا۔ اللہ پاک عزیز ابوبکر کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں۔ یہاں بڑے بڑے اکابر علماء حق کی تشریف آوری ہو چکی ہے۔ ہمارے ڈویژنل مبلغ مولانا ظفراللہ سندھی سلمہ جب رتوڈیرو تشریف لاتے ہیں تو یہی اوطاق ان کی سرگرمیوں کا مرکز ہوتی ہے، اس لئے بھی یہاں حاضری ضروری تھی۔

جامع مسجد بلال شکار پور میں جلسہ: حضرت مولانا محمد یوسف مدظلہ شکارپور میں ہمارے میزبان ہوتے ہیں۔ ان کی مساعی جمیلہ سے جامع مسجد بلال میں جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت حضرت مولانا محمد یوسف مدظلہ نے کی۔ تلاوت ونعت کے بعد ڈویژنل مبلغ مولانا ظفراللہ سندھی اور راقم کے ”ناموس رسالت کے تحفظ“ کے عنوان پر بیانات ہوئے۔

جامعہ اشرفیہ شکار پور میں درس: جامعہ اشرفیہ کی بنیاد ۱۹۳۷ء میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے رکھی۔ مدرسہ کے بانی حضرت تھانویؒ کے خلیفہ مولانا حکیم فضل اللہ سومروؒ تھے، جنہیں حضرت تھانویؒ نے آگے بھی خلافت دینے کی اجازت دے رکھی تھی۔ حضرت مولانا سائیں عبدالکریم قریشیؒ بیر شریف بھی یہاں زیر تعلیم رہے اور انہوں نے تجوید وقراۃ قاری محمد مدنیؒ سے پڑھی۔ مولانا غلام محمد گلاب جیل، مولانا مفتی غلام قادر ٹھیڑی والے، مولانا محمد شاہ امروٹیؒ، مولانا محمد عبداللہ دوست شاخ خلیفہ مجاز حضرت بیر شریف مولانا محمد عبداللہ چانڈیو، مولانا محمد یعقوب سومرانی جیسی جبال العلم شخصیت یہاں زیر تعلیم رہیں۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ جب بھی شکارپور تشریف لاتے، ان کی رہائش مولانا لطف اللہ سومروؒ کی ہاں ہوتی تھی۔ مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ یہاں بارہا تشریف لائے۔ ۱۹ر جون بعد نماز عصر بیان ہوا۔

جامعہ بحرالعلوم میں حاضری: مدرسہ بحرالعلوم مین روڈ خان پور کا سنگ بنیاد قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن، مولانا محمد عبداللہ بھکر، ڈاکٹر مولانا خالد محمود سومروؒ نے ۲۰۰۷ء میں رکھا۔ مولانا غلام قادر تلمیذ رشید حضرت بیر شریف اس کے بانی مبانی ہیں۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں، ۱۹ر جون بعد نماز عصر حاضری ہوئی۔

خان پور میں جلسہ: جامع مسجد بلال حنیفیہ خان پور میں ۱۹ر جون بعد نماز عشاء جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا قاری اسرار احمد نے کی۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا ظفراللہ سندھی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ رات کا آرام وقیام دارالعلوم شکار پور میں رہا۔

دارالعلوم شکار پور: دارالعلوم کے بانی مولانا بخت اللہ تھے، جو چند سال پہلے اٹھالئے گئے اور ان کا کوئی پتہ نہیں، اس وقت ان کے بھائی مولانا سلیمان، سائیں عطاء محمد نظام چلا رہے ہیں درجہ سادسہ تک اسباق ہوتے ہیں۔ تقریباً ایک سو طلبا کا کھانا پکتا ہے۔ مدرسہ کا آغاز ۲۰۰۱ء میں ہوا۔ راقم نے ۲۰ر جون صبح کی نماز کے بعد طلبا اور اساتذہ کرام سے خطاب کیا۔ ملک عزیز میں پٹھانوں کے بعد اہل سندھ مہمان نوازی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، جہاں بھی جانا ہوا سندھی علماء کرام نے بھرپور استقبال کیا۔ کئی ایک مقامات پر سندھی ثقافت کی علامت اجرک بھی پہنائی گئی، جہاں جہاں عوامی اجتماعات ہوئے اہل سندھ نے بھرپور شرکت کی۔

حاجی محمد حنیف کمبوہ کی وفات

مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند صحیح العقیدہ مسلمان تھے۔ کئی ایک بزرگوں سے اصلاحی تعلق رہا۔ صوم وصلوٰۃ کے ساتھ ساتھ ذاکر وشاغل آدمی تھے۔ تہجد وتلاوت کے پابند تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے ناظم اعلیٰ مولانا عبداللطیف اشرفی مدظلہ مرحوم کے فرزند ارجمند ہیں۔ مرحوم تا حیات ذکر وفکر اور تلاوت قرآن کریم کا سلسلہ جاری رکھے رہے، ان کی پہلی بیعت گوجرانوالہ کے سید عنایت علی شاہؒ سے تھی۔ دوسری بیعت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مجاز حاجی محمد شریفؒ ملتان سے تھی، جن سے حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے طریقہ کے مطابق اصلاح لی۔ تیسری بیعت حضرت تھانویؒ کے ہی حلقہ کے حاجی محمد فاروقؒ سے تھی اور ان سے مجاز بھی ہوئے۔ حضرت حاجی صاحبؒ کی عدم موجودگی میں خانقاہ کا نظم سنبھالتے آنے والے مہمانوں کا حسب حیثیت اکرام فرماتے اور تمام دینی تحریکوں کے دعا گو میں سے تھے۔ ۱۱ر جون ۲۰۲۱ء عصر کی نماز کے بعد مولانا اشرفی سے تعزیت کا اظہار کیا، مرحوم کی مغفرت کی دعا کی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مدارس، اسکول، کالج اور یونیورسٹیز کے طلباء کرام اور عوام الناس کے لیے
خوشخبری
نامور علماء و مناظرین و
ماہرین فن لیکچر دیں گے
اِنْ شَاءَ اللہ
5 روزہ
تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس
بتاریخ
24 تا 28 جولائی 2021
بروز
ہفتہ تا بدھ
بوقت
صبح 7 بجے تا نماز عصر
بمقام
دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نمائش چورنگی ایم اے جناح روڈ کراچی
حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی
شیخ الحدیث
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
خطیب پاکستان
حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب مدظلہ
مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا امتحان میں کامیاب ہونے والے طلباء کرام کو اسناد دی جائیں گی پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات بھی دیئے جائیں گے امتحان میں وہی طلباء شرکت کر سکتے ہیں جن کا باقاعدہ کورس میں داخلہ ہوا ہو۔
نوٹس لکھنے کے لئے کاغذ و قلم ہمراہ لائیں
تمام اسباق ایس او پیز کے تحت پڑھائیں جائیں گے
آئیے مجاہدین ختم نبوت اور غلامان محمد ﷺ کی فہرست میں شمولیت اختیار کریں
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی
برائے رابطہ:
0332-2454681
www.khatm-e-nubuwwat.com
پشاوری پرنٹرز 0331-3796371 0315-3796371 کراچی

عقیدۂ ختمِ نبوت کی سربلندی، تحفظِ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لیے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا تعارف

❁ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت اکابر علمائے اُمت کی قیادت میں آنحضرت ﷺ کی عزت و ناموس اور عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والی بین الاقوامی جماعت تردید قادیانیت کے محاذ پر تمام مذہبی و دینی جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ ❁ جماعت کی کوششوں اور قُربانیوں کی بدولت الحمد للہ! قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ ہوا، قادیانیت کا فتنہ روبہ زوال ہوا۔

❁ ملک بھر کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں مجلس کے زیرِ اہتمام 30 مراکز و مساجد، 40 مبلغین جبکہ 12 سے زائد دینی مدارس و مکتب خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ❁ مجلس کے شعبہ تصنیف و تالیف سے ردِ قادیانیت کے موضوع پر اکابرینِ اُمت کی بیسیوں ضخیم اور معرکۃ الآراء کتب طبع ہو چکی ہیں۔

❁ عربی، اُردو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں مُفت لٹریچر کی تقسیم۔ ❁ ہفت روزہ ''ختمِ نبوت'' کراچی اور ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا محاسبہ۔ ❁ اعلیٰ عدالتوں میں قادیانیت کا تعاقب۔ ❁ مدرسہ عربیہ مسلم کالونی چناب نگر میں دارالمبلغین اور سالانہ ردِ قادیانیت کورس۔ ❁ پورے ملک میں ختمِ نبوت کانفرنسز، سیمینارز، کوئز پروگرام، تربیتی کورسز کے ذریعہ قادیانی دجل کا محاسبہ۔ ❁ مفت ختمِ نبوت خط و کتابت کورس۔ ❁ انٹرنیٹ، سی ڈیز اور سوشل میڈیا کے ذریعہ ابلاغ ختم نبوت اور تردید مرزائیت۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندانِ ختمِ نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔

ترسیلِ زر کا پتہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون +92-61-4583486, +92-61-4783486
رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت، ایم اے جناح روڈ کراچی
فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK068ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT
Account # 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

اپیل کنندگان:

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب — امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری صاحب — مرکزی ناظم اعلیٰ